بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

112: اہل سنت والجماعت کا منہج بھلائی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے میں اور ان کے علاوہ دیگر اچھی خصلتوں کا بیان - Part 2

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ اور ہم بات کر رہے تھے پچھلے چند دروس میں اس کتاب کا جو آخری حصہ ہے اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصول میں سے جو متفرق اصول ہیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انہیں آخر میں ایک ساتھ جمع کر دیا ہے؛ بعض علماء ان اصولوں کو الگ الگ سے بیان کرتے ہیں اور بعض علماء ایک ساتھ متفرقات میں آخر میں بیان کرتے ہیں۔

اور ہم پہنچے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اس جملے پر: "ويرون إقامة الحج، والجهاد، والجمع، والأعياد؛ مع الأمراء، أبرارًا كانوا أو فجارًا"۔ "ويرون" (اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں اہل سنت والجماعت) "إقامة الحج" (حج کی اقامت یعنی حج کرنا) "والجهاد" (اور جہاد کرنا) "والجمع" (اور جمعہ کی نمازیں پڑھنا) "والأعياد" (اور عیدوں کی نمازیں) "مع الأمراء" (حکمرانوں کے ساتھ) "أبرارًا كانوا" (چاہے وہ اچھے ہوں) "أو فجارًا" (یا بُرے ہوں)۔

اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول کہ حکمران وقت کی فرمانبرداری کے متعلق اہل سنت والجماعت کا کیا موقف ہے، اور موقف بالکل واضح ہے جو وسط ہے دو خطرناک راستوں کی "افراط اور تفریط" جیسے آگے بیان ہو گا اور کچھ لوگوں نے غلو سے کام لیا ہے اس معاملے میں اور کچھ لوگوں نے تفریط سے کام لیا ہے، اور اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ اس معاملے میں جیسا کہ دیگر شریعت کے مسائل میں ہمیشہ وسطیت کا راستہ اختیار کرتے ہیں دلائل کی روشنی میں یہ نہیں کہ وہ اُن کو پسند ہے تو اسی راستے کو اختیار کرتے ہیں بلکہ دلائل کی روشنی میں جو شریعت کی بنیادی تعلیمات ہیں دین اسلام کی جو بنیادی تعلیمات ہیں اُن میں آپ کو وسطیت کا راستہ نظر آتا ہے جس میں نہ افراط ہے اور نہ ہی تفریط ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الأبرار" جو ہے جمع بَر کی ہے اور بَر کہتے ہیں: "وهو كثير الطاعة" (جو زیادہ فرمانبردار ہو) اسے کہتے ہیں بَرا اور أبرار بَر کی جمع ہے))۔

اور"الفجار"جمع ہے جمع ہے فاجر کی اور فاجر جو ہے:"وهو العاصي كثير المعصية": عاصی کہتے ہیں وہ شخص جو نافرمان ہو جو کثرت سے نافرمانیاں اور معصیت کرتا رہتا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت جو ہیں اہل بدعت کی مکمل مخالفت کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حج جو ہے وہ امیر کے ساتھ کیا جاتا ہے؛ یعنی حکمران کے ساتھ یا حکمران کا جو نائب ہے اس کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی حج پر ایک امیر مقرر کیا جاتا ہے جس کی فرمانبرداری کی جاتی ہے حج کے معاملات میں؛ بڑی خطرناک بات ہے: اگرچہ یہ امیر جو ہے جسے حج پر مقرر کر دیا گیا ہے یا خود یہ جو حکمران ہے یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے زیادہ فاسق ہی کیوں نہ ہو تب بھی ایسے شخص کو ہی قبول کیا جائے گا اگر ایسے شخص کو امیر بنا دیا جائے۔

یعنی امیر کی ضرورت کیا پڑتی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: پچھلے زمانوں میں یعنی پہلے جو ہے حج کے لیے ایک خاص امیر مقرر کیا جاتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے سیدنا ابو بکر صدیق کو امیر بنایا تھا حج پر سن 9 ہجری میں۔

آپ جانتے ہیں کہ حج سن 9 ہجری میں فرض ہوا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے حج 10 ہجری کو کیا تھا 9 ہجری کو حج نہیں کیا 9 ہجری کو جب حج فرض ہوا تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے سیدنا ابو بکر صدیق کو حج کے لیے بھیجا اور امیر بنا کر بھیجا۔

اس سے پہلے حج کیوں فرض نہیں تھا؟ کیونکہ مکہ فتح نہیں ہوا تھا۔

فتح مکہ کب ہوا؟ 8 ہجری میں، 9 ہجری میں حج فرض ہوا۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے 9 ہجری کو حج کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ حج کے اُمور میں ابھی کچھ چیزیں باقی تھیں مترتب کرنی تھیں، مشرکین بھی ساتھ طواف کرتے تھے اور سیدنا ابو بکر صدیق نے یہ اعلان کیا تھا کہ کوئی بھی مشرک اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف نہیں کرے گا، تب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے 10 ہجری کو جو پہلا اور آخری حج تھا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "حجۃ الوداع" اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور لوگ جو ہیں اسی طریقے سے (یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے سیدنا ابو بکر صدیق کو امیر بنایا سن 9 ہجری میں) اسی راستے پر گامزن ہوئے اور امیر مقرر یعنی حکمران جو ہے وہ خلیفہ خود جو ہے کسی شخص کو مقرر کر دے گا حج کے لیے کہ لوگ جو ہیں اس راستے پر گامزن ہیں اور حج کے لیے ایک امیر مقرر کر دیتے ہیں جو اُن کی رہنمائی کرتا ہے حج میں اُس کے ساتھ وہ چلتے ہیں اُس کے ساتھ وہ رُکتے ہیں۔

یعنی کس وقت کہاں پر پڑاؤ ڈالنا ہے کس وقت جانا ہے، کس وقت رمی جمرات کرنی ہے یعنی سنت کا جو محدود وقت ہے اسی کے اندر تو ہو گا لیکن یہ کیونکہ ایک اجتماعی عبادت ہے حج جو ہے اس میں اگر ہر بندہ اپنی مرضی سے یا افراتفری کرے گا تو پھر اجتماعیت میں ضرب پڑتی ہے تو جو اجتماعی عبادات ہوتی ہیں وہ ایک ساتھ کی جاتی ہیں اور اُن میں امیر مقرر کیا جاتا ہے۔

اور یہی مشروع ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کیونکہ مسلمان جو ہیں اُن کو حاجت ہوتی ہے کہ اُن کا کوئی امام ہو جس کی وہ اقتداء کریں لیکن اگر کوئی شخص بھی اپنی مرضی سے ایسی عبادت کرنا چاہے جس میں اجتماعیت ہو تو پھر اس میں بہت سارا فوض اور اختلاف قائم رہتا ہے۔

اہل سنت والجماعت جو ہیں اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ حکمرانوں کے ساتھ حج کرتے ہیں اگرچہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو اگرچہ وہ شراب ہی کیوں نہ پیتے ہوں حج میں، یہ نہیں کہتے یعنی یہ عقیدہ نہیں رکھتے اہل سنت والجماعت جو ہیں کہ یہ امام فاجر ہے ہم اس کی امامت کو قبول نہیں کرتے یا اس کی حکمرانی کو قبول نہیں کرتے۔

کیونکہ وجہ کیا ہے کیوں ایسی بات نہیں کرتے؟ یا کیوں یہ عقیدہ نہیں رکھتے؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں: کیونکہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ولی الأمر کی طاعت جو ہے واجب ہے حکمران وقت کی جو فرمانبرداری ہے واجب ہے اگرچہ فاسق ہی کیوں نہ ہو بشرطیکہ اُس کا یہ فسق جو ہے اسے دائرۂ اسلام سے خارج نہ کرے اور ایسا کفر جب تک نہ کرے یہ حکمران جو ہے اپنے فسق سے جس کا ہمارے پاس واضح کھلا برہان اور دلیل نہ ہو، اگر ایسا کوئی حکمران ہے تو اُس کی کوئی طاعت نہیں ہے اور ایسے حکمران کو جو ہے واجب ہے کہ اسے امامت سے حکمرانی سے ہٹایا جائے۔ ظاہر ہے جو شرطیں ہیں کسی کافر حکمران کو ہٹانے کی اُن شرطوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے نہیں کہ کوئی اٹھ کر کھڑا ہو جائے اور خود وہ فیصلہ کرے خود وہ کہے کہ یہ فسق نہیں ہے یہ کفر ہے خود فتویٰ بھی دے یعنی جج بھی خود بن جائے پھر سزا دینے والا ادارہ بھی خود بن جائے اور خود پھر نکل پڑے کچھ چند لوگ یا گروہ بنا کر، تو اس طریقے سے افراتفری ہوتی ہے اور کوئی خیر نہیں ہوتا اس راستے میں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: تو ایسا حکمران جس کا کفر واضح اور کھلا ثابت ہو جائے یعنی دلائل کی روشنی میں ہمارے پاس اس کا ثبوت بھی ہو تو ایسے حکمران کو ہٹایا جاتا ہے۔

میرے پاس جو نسخہ ہے اس میں لکھا ہے "لكن الفجور الّذي دون الفسق مهما بلغ" تو صحیح جملہ ہے "دون الكفر": "فسق" میرا خیال ہے کوئی پرنٹنگ مسٹیک (Printing mistake) ہے یہاں پر کفر ہونا چاہیے فجور، فسق ایک ہی لفظ ہیں کفر کے علاوہ کی بات ہو رہی ہے تو میرا خیال سبق لسانی ہو گئی ہے یا پرنٹنگ مسٹیک (Printing mistake) ہے کیونکہ جملہ مستقیم نہیں ہو رہا۔

"لكن الفجور الَّذي دون الكفر مهما بلغ؛ فإن الولاية لا تزول به" (لیکن فجور اگر "دون الكفر مهما بلغ" کفر کے علاوہ ہو (یعنی کفر ہوتا ہے پھر تو پتہ ہے آپ کو اس کا حکم ہو چکا ہے لیکن اگر کوئی ایسا فجور ہو) نافرمانی ہو چاہے جتنی بڑی کیوں نہ تو اس سے ولایت جو ہے حکمرانی جو ہے اس کا خاتمہ نہیں ہوتا ولایت ثابت رہتی ہے اور ایسے ولی الأمر کی جو ہے طاعت واجب ہوتی ہے) "في غير المعصية" (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بغیر ایسے حکمران کی جو فاسق اور فاجر ہے اس کی فرمانبرداری واجب ہوتی ہے)۔

اب یہ خلاصہ تھا اس معاملے میں اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا اب دیکھتے ہیں جو اہل بدعت کے گروہ ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "خلافًا للخوارج": خوارج کے بر خلاف جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام کی یا امیر کی حکمران کی کوئی فرمانبرداری نہیں ہے جو فاسق اور فاجر ہے کیونکہ اُن کا یہ قاعدہ ہے کہ جو کبیرہ گناہ ہے وہ ملت سے اسلام سے خارج کر دینا والا گناہ ہوتا ہے۔

خوارج کے نزدیک فاعل الکبیرہ جو ہے (کبیرہ گناہ کا مرتکب) کافر ہے تو کافر کی کوئی بھی حکمرانی باقی نہیں رہتی مسلمانوں پر تو اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان حکمران نافرمانی کرے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے تو ایسا حکمران کافر ہو جاتا ہے اور کافر کی کوئی بھی حکمرانی وہ قبول نہیں کرتے۔

"وخلافًا للرافضة" اور دوسری طرف روافض ہیں اُن کے بر خلاف جو یہ کہتے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں: "إنه لا إمام إلا المعصوم": کہ امام حکمران صرف معصوم ہی ہے اور امت اسلامیہ جو ہے جب سے ان کا یہ معصوم امام جس کا یہ دعویٰ کرتے ہیں اسے امام منتظر بھی کہتے ہیں جب سے یہ غیبت میں چلا گیا ہے (یعنی روپوش ہو گیا ہے کیونکہ جو بارہواں امام ہے وہ بچپن میں ہی پانچ سال کی عمر میں کہیں غار کے اندر چلا گیا اور آج تک واپس نہیں آیا تب سے وہ یہ کہتے ہیں کہ امت کا کوئی بھی امام نہیں ہے جب تک یہ امام منتظر واپس نہ آجائے وہ کسی حکمران کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی اُس کی طاعت کو فرمانبرداری کو واجب سمجھتے ہیں)؛ بلکہ اُن کے نزدیک جتنے بھی لوگ مر رہے ہیں اس وقت وہ جاہلیت کی موت مر رہے ہیں اُس وقت سے لے کر آج تک اور جب تک امام واپس نہیں آتا (یعنی اُن کے نزدیک وہ یہ کہتے ہیں کہ کوئی امام نہیں سوائے معصوم کے) اور حج اور جہاد بھی نہیں ممکن کسی امیر کے ساتھ سوائے امام معصوم کے کیونکہ امام ابھی تک واپس آیا نہیں ہے۔ تو یہ اُن کا عقیدہ ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: لیکن وج اہل سنت والجماعت ہیں وہ یہ کہتے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم حج کی اقامت حکمرانوں کے ساتھ چاہے اچھے ہوں یا بُرے ہوں اُن کے ساتھ ہم واجب سمجھتے ہیں، اور اسی طریقے سے جہاد جو ہے وہ بھی امیر کی قیادت میں

ہوتا ہے اگرچہ فاسق ہی کیوں نہ ہو،اور ایسے امیر کے ساتھ بھی وہ جہاد کرتے ہیں جو ان کے ساتھ یعنی نماز نہ پڑھے بلکہ وہ اپنے گھر میں یا اپنی جگہ پر نماز پڑھے۔

یعنی اگر جہاد پر گئے ہیں اور جہاد کا ایک امیر مقرر ہے تو چاہے یہ امیر ان کو خود باجماعت نماز پڑھائے یہ اس پر واجب ہے اگر وہ اس طریقے سے باجماعت نماز نہیں پڑھاتا وہ نماز تو پڑھتا ہے لیکن اپنے گھر میں پڑھتا ہے مسلمانوں کے ساتھ جو جہاد پر گئے ہیں ان کے ساتھ باجماعت نماز نہیں پڑھتا گھر میں پڑھ لیتا ہے تب بھی اس کی امامت باقی رہتی ہے۔

شیخ صاحب کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اگر بے نمازی ہے تو اس کی امامت باقی نہیں رہتی کیونکہ نماز کو ترک کرنا کفر ہے نماز کو چھوڑنا جو ہے کفر ہے اس اعتبار سے شیخ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ اگرچہ ان کے ساتھ باجماعت نماز نہ پڑھے اور اپنے گھر میں نماز اپنی جگہ پر نماز پڑھ لیتا ہے تب بھی اس کی امامت اور جو اس کی جو سربراہی ہے وہ باقی رہتی ہے اس کے جھنڈے کے نیچے ہی جہاد کیا جاتا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اہل سنت والجماعت کا بُعد نظر ہے دور اندیشی ہے کہ وہ یہ جو مخالفات ہیں نافرمانیاں جو ہیں اللہ تعالیٰ کی جو معصیت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو نافرمانی ہے اگر یہ کرتے ہیں حکمران جو ہیں ان کی مخالفت کرنا ان اُمور میں ان نافرمانیوں میں جو کفر تک نہیں پہنچتی بذات خود جو ہے بہت عظیم فتنوں کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔یعنی اگر کوئی امام ہے حکمران ہے فاسق ہے فاجر ہے کافر نہیں ہے تو اس کے اس فسق اور فجور پر اس کے ظلم پر صبر کیا جاتا ہے نا کہ اس کے خلاف خروج کی یا بغاوت کی کاروائی کی جاتی ہے کیونکہ ان کا جو یہ فسق اور فجور ہے وہ جانیں ان کا ربّ جانے ربّ نے حساب لینا ہے اور ان کے خلاف اس فسق و فجور کی وجہ سے بغاوت کرنا جو ہے یا ان کی مخالفت کرنا جو ہے ان وجوہات پر یا ان چیزوں کی بنیاد پر امت پر بہت سارے فتنوں کا سبب بنتی ہے اور خود یہ شخص جو بغاوت پر اُترا ہے خود اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہو جاتا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں یعنی تاریخ پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کس چیز نے فتنوں کا دروازہ کھولا ہے مسلمانوں کے بیچ میں اور قتل و غارت کو فروغ دیا ہے اور مختلف رائے اور اختلاف وجود میں آئے ہیں سوائے اس کے کہ اماموں کے خلاف لوگوں نے خروج اور بغاوت کی ہے؟

یعنی جب حکمران کے خلاف خروج اور بغاوت کی جاتی ہے اس کی وجہ سے فتنوں کے باب کھل جاتے ہیں پھر مسلمانوں کے بیچ میں قتل و غارت ہو جاتی ہے اور اختلاف بڑھ جاتا ہے تفرقہ امت میں بڑھ جاتا ہے۔

اور آپ دیکھ لیں پوری تاریخ میں دیکھ لیں کہ جب بھی کسی حکمران کے خلاف بغاوت ہوئی ہے اس میں کوئی خیر باقی نہیں رہا، خوارج دیکھیں ایسا گروہ ہے جس نے ہمیشہ مسلمان حکمرانوں کی تکفیر کی ہے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے اور خروج بھی کیا ہے بغاوت بھی کی ہے لیکن اُن کے ہاتھ میں سوائے قتل کے اور فتنوں کے اور امت میں تفرقے کے کچھ آیا نہیں ہے۔

تو یہ مسئلے جو ہیں بڑے شریعت کے وہ نازک اور سنگین اور خطرناک اور خوفناک مسائل ہیں ابتداء میں تو سب اچھے لگتے ہیں، کم علم لوگ جذباتی قسم کے لوگ جو ہوتے ہیں جن میں دوراندیشی نہیں ہوتی وہ یہ دیکھتے ہیں کہ حکمران تو کرپٹ ہیں کھا رہے ہیں تباہ کر دیا ہے ان لوگوں نے تو ان کے خلاف کاروائی کی جائے ہمارے پاس پاور ہے ہمارے پاس طاقت ہے ہم عوام ہیں ہماری سونامی ان کی سونامی کو تباہ کر دے گی، تو ان کرپٹ حکمرانوں کے خلاف نکلنے کی کوشش کرتے ہیں اینڈ رزلٹ کیا نکلتا ہے؟ قتل و غارت ہوتی ہے خونریزی ہوتی ہے عزتیں پامال ہوتی ہیں اور بہت ساری مصیبتیں امت پر قائم ہو جاتی ہیں۔

تو اس لیے اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ایسے حکمرانوں کے ساتھ جو نافرمان ہوں جو فاسق اور فاجر اور ظالم ہوں ان کا فسق اور فجور اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور ان کے جو ظلم ہیں ان پر صبر کیا جاتا ہے جیسا کہ آگے بھی مزید بیان ہو گا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ: "وجوب إقامة الحج والجهاد مع الأمراء، وإن كانوا فجارًا" (وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے حکمران کے ساتھ اگرچہ فاسق اور فاجر کیوں نا ہو حج اور جہاد کی اقامت کی جاتی ہے اور یہ واجب ہے)۔

"وجوب إقامة الحج والجهاد" (کہ حج اور جہاد کی اقامت) "مع الأمراء" (ان حکمرانوں کے ساتھ) "وإن كانوا فجارًا" (اگرچہ فاجر اور فاسق کیوں نا ہوں)؛ ان کے ساتھ حج اور جہاد کرنا واجب ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ امیر پر منکر نہ کیا جائے (یعنی ان کا امیر جو حکمران ہے اس کی جو غلطی ہے وہ غلط نہیں ہے غلط کو غلط ہی سمجھتے ہیں منکر کو منکر ہی سمجھتے ہیں) اور یہ بھی سمجھتے ہیں یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حکمران کی جو نافرمانی ہے اس کا جو منکر ہے اس نے کیا ہے وہ عام لوگوں سے زیادہ خطرناک ہے اور زیادہ سخت ہے کیونکہ جب امیر یا حکمران جو ہے کسی منکر کا ارتکاب کرتا ہے یا نافرمانی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے اس جرم پر دو بڑے محذور شرعی قائم ہو جاتے ہیں دو بڑی غلطیاں ہوتی ہیں:

1- سب سے پہلے کہ لوگ جو ہیں اُن کی اقتداء کرتے ہیں اور اس منکر کو جو ہے ہلکا سمجھ لیتے ہیں۔ کہ اگر حکمران کوئی کسی منکر کا ارتکاب کرتا ہے کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور لوگ دیکھتے ہیں کہ اس حکمران نے یہ کیا ہے وہ خود بھی منع نہیں ہوتا اور دوسروں کو بھی منع نہیں کرتا تو یہ منکر نافرمانی جو ہے لوگوں میں ہلکی نظر آتی ہے اور لوگ اُن کی اقتداء بھی کرتے ہیں۔

2-اور دوسری جو محذور شرعی ہے جو بڑی غلطی ہوتی ہے کہ یہ امیر یا حکمران جو ہے (یا اس کا نائب جو ہے یعنی یہ سب اس میں شامل ہیں) اگر کوئی کسی منکر کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ خود اس منکر کو عوام میں ختم کرنے کی قابلیت کھو بیٹھتا ہے۔

لوگوں پر اس کا اثر کیا ہوگا وہ خود پہلے اپنے آپ کو تو ٹھیک کرے! تو لوگوں پر وہ اثر نہیں ہوتا اگرچہ سب پر شرعاً لازم ہے کہ نافرمانی نہ کریں یہ کوئی جواز نہیں ہے کسی کے لیے کہ اگر حکمران شراب پیتا تو کہے کہ کیونکہ وہ پیتا ہے تو میں بھی پی لوں؛ اس کا ربّ ہے اس کا حساب لینے والا تم کیوں پیتے ہو بھئی؟!

اگر حکمران اجازت دے دے شراب خانے کی یا جوے خانے کی اور وہ خود بھی جوا کھیلتا ہو اور شراب پیتا ہو تو کیا کسی عام مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ جاکر شراب پیے اور جوا کھیلے؟ نہیں!

لیکن یہ بات لازم آتی ہے (سبحان اللہ لوگوں کی عجیب سی اس میں ایک عادت ہے یا بُری فطرت یا بُری عادت سمجھ لیں کہ وہ کیا کرتے ہیں) کہ جب ایسا معاملہ ہو اور حکمران جو ہے وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ گناہ اُن کے نزدیک ہلکا ہو جاتا ہے کہ کوئی بڑا گناہ نہیں ہے!

دوسری بات یہ ہے کہ وہ امیر خود جو ہے اسے اگر چینج (Change) بھی کرنا چاہے اس منکر کو تبدیل بھی کرنا چاہے یا کوئی قانون بھی بنانا چاہے اسے تبدیل کرنے کے لیے تو اس کا اثر عام لوگوں پر اتنا مضبوط نہیں ہوتا، نہ تو اسے تبدیل کر سکتا ہے نہ اس کے مثل نہ اس کے قریب ترین جو نافرمانی ہے اس کو بھی وہ تبدیل نہیں کر پائے گا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: لیکن اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگرچہ یہ دونوں محذور شرعی بھی قائم ہوں کسی حکمران کے لیے اس کے باوجود بھی ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم فرمانبرداری کریں ایسے حکمرانوں کی اگرچہ وہ نافرمان ہی کیوں نہ ہوں اور اُن کے ساتھ حج اور جہاد کی اقامت کرے، اور اسی طریقے سے جمعہ کی نمازیں جو ہیں اور باجماعت نمازیں جو ہیں ہم اِن ہی حکمرانوں کے ساتھ یا اِن کے جو ماتحت ہیں یا مقررہ قسم کے لوگ ہیں اِن ہی کے ساتھ ہم تمام جو عبادات ہیں وہ کرتے ہیں اگرچہ نافرمان اور فجار ہی کیوں نہ ہوں۔

(اور امیر کے لفظ میں حکمران بھی ہے اس کا نائب بھی ہے یہ سب اس میں شامل ہیں)۔

اگر امیر شراب پیتا ہو مثال کے طور پر اور لوگوں پر ظلم کرتا ہو اور اُن کا مال جو ہے وہ ناجائز طریقے سے لوٹتا ہو تو ہم اس کے پیچھے جمعہ کی نماز بھی پڑھیں گے اور نماز ایسے شخص کے پیچھے صحیح ہوتی ہے۔

ظالم کے پیچھے نماز ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے کیونکہ نماز کے نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ ہم اس کے پیچھے جمعہ کی نماز بھی پڑھیں گے اور نماز صحیح ہو گی یہاں تک کہ اہل سنت والجماعت یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسے امیر کے پیچھے یا اقتداء میں جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے جو بدعتی ہے بشر طیکہ اس کی بدعت جو ہے وہ کفر تک نہ پہنچے۔

اب ایک حکمران ہے ایک امیر ہے اللہ تعالیٰ نے مسلط کیا ہے جو بدعتی ہے (ہمارے اعمال ہی ریفلیکشن (Reflection) ہوتے ہیں ہمارے حکمرانوں کے) اگر امیر حکمران جو ہے وہ بدعتی ہے اب وہ نماز پڑھا رہا ہے شرعاً ہمارے اوپر واجب ہے کہ ہم اس کی اقتداء کریں بشر طیکہ اس کی بدعت کفر کی حد تک نہ پہنچے جیسے کہتے ہیں بدعۃ غیر مکفرۃ تب تو نماز صحیح ہوتی ہو گی اس کے پیچھے۔

کیوں وجہ کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: "لأنهم يرون أن الإختلاف عليه في مثل هذه الأمور شر": کیونکہ اہل سنت والجماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایسے معاملے میں حکمران کے ساتھ اختلاف کرنا شر کا باعث بنتا ہے۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ ایسے امیر کو زیب نہیں دیتا کہ وہ جمعہ کی امامت کرے جو ایسے منکرات کا ارتکاب کرنے والا ہو۔یعنی اس کو خود شرم آنی چاہیے کہ وہ خود آگے نہ بڑھے جب وہ خود شراب پینے والا ہے یا جواری ہے یا کسی بدعت کا اگر وہ ارتکاب کرتا ہے تو اسے خود آگے امامت کے لیے اپنے آپ کو آگے نہیں کرنا چاہیے، لیکن اگر آگے ہو جاتا ہے تب فرمانبرداری اس کی واجب ہوتی ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور اسی طریقے سے "إقامة الأعياد مع الأمراء": عید نمازوں کا قائم کرنا امیروں کے ساتھ حکمرانوں کے ساتھ جو اُن کی امامت کرتے ہیں نماز پڑھتے ہوئے چاہے اچھے ہوں یا بُرے ہوں اُن کی اقتداء میں نماز پڑھی جاتی ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور اسی طریقے سے جو آسان اور پیارا طریقہ ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ دین اسلامی جو ہے وہ وسط میں ہے درمیان میں ہے غلو کے اور جفاء کے (وہ جو غلو سے کام لیتے ہیں اور جو جفاء سے کام لیتے ہیں دونوں کے بیچ میں وسط میں ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کوئی شخص اگر یہ کہے کہ ہم کیسے اِن لوگوں کے پیچھے یا اِن لوگوں کی اقتداء میں نماز پڑھیں اور حج، جہاد اور جمعہ کی نماز اور عید کی نمازیں اِن کے پیچھے یا اِن کے ساتھ کریں؟!

شیخ صاحب فرماتے ہیں اس کا جواب یہ ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ کیونکہ یہ ہمارے امام ہیں ہمارے حکمران ہیں اور شرعاً ہم پر یہ واجب کیا گیا ہے کہ ہم اُن کی فرمانبرداری کریں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ النساء آیت نمبر

59میں:﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو تم میں سے اولی الأمر ہیں)۔

ولی الأمر یعنی جو حکمران ہیں جنہیں امیر مقرر کردیا گیا ہے تمہارے اوپر اُن کی فرمانبرداری بھی تم پر واجب ہے۔

اور دوسری دلیل شیخ صاحب فرماتے ہیں: کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے اپنے اس فرمان سے:"إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا"(تم میرے بعد اُثرۃ دیکھوگے اور ایسے اُمور جن کا تم انکار کروگے): یعنی اُثرۃ کہتے ہیں ترجیح کو کہ تم پر کسی اور کو ترجیح دی جائے گی اُن کو مقدم کیا جائے گا تو تمہارے حق اُن کو دیئے جائیں گے اور تمہیں بعض حقوق سے محروم کردیا جائے گا اسے اُثرۃ کہتے ہیں؛ تم ایسے معاملات دیکھوگے اور ایسی چیزیں اور ایسے اُمور جن کا تم خود انکار کروگے عنقریب ایسا ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں؛"قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟" (صحابہ عرض کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟)؛ یعنی ایسا اگر وقت ہو ہم موجود ہوں اور کچھ ایسا معاملہ ہمارے ساتھ ہو تب ہم کیا کریں ایسے حکمران کے ساتھ؟"قَالَ"(اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)"أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ"(اُن کا جو حق ہے اُن کو دو اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگو)۔اور یہ حدیث صحیح مسلم کی حدیث ہے صحیح مسلم میں یہ حدیث موجود ہے(رواہ المسلم)۔

حدیث کی ابتداء میں ظلم کا ذکر ہے کہ تم عنقریب ایسے اُمور دیکھوگے یعنی ایسے حکمران آئیں گے جو تمہارا حق تمہیں نہیں دیں گے بلکہ تمہارا حق کسی اور کو دیں گے"أَثَرَةً"(ترجیح)؛ تمہارے اوپر کسی اور کو ترجیح دیں گے اور کچھ ایسے معاملات جن کو دیکھ کر تم انکار کروگے یعنی نافرمانیاں ہوں گی، فسق اور فجور ہوگا۔

عرض کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟

دیکھیں ایک انسان کے جذبات ہیں اور ایک انسان کی تربیت ہے فرمانبرداری پر اسے کہتے ہیں اتباع سنت جب ہم ایسی بات کرتے ہیں تو جذبات میں کیا جواب آتا ہے؟ اچھا یہ ایسا ہوگا اچھا ہم دیکھ لیں گے پھر!

نہیں ایسے نہیں ہے دیکھیں: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ شریعت کی حدیں کیا ہیں رہنمائی کریں ہم وہ کون سا راستہ اختیار کریں؟ دیکھیں راستے دو ہیں کہ یا تو بغاوت کریں ان کے خلاف یا صبر کریں خاموشی اختیار کریں یہی ہوتا ہے نا اب تیسرا راستہ تو نہیں ہے بیچ کا! آپ ہمیں حکم دیں ہم کیا کریں آپ رہنمائی کریں؟

اب جواب دیکھیں کتنا پیارا جواب ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ" (جواُن کا حق ہے اُن کو دو)؛اُن کا حق کیا ہے؟ فرمانبرداری کا حق جو ہے جو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے؛ ﴿أَطِيعُوا﴾: فعل اُمر ہے کہ تم سب مل کر اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حکمران وقت کی اپنے حکمرانوں کی (جو تم میں سے حکمران ہیں اُن کی اطاعت کرو یعنی مسلمان حکمران جو ہیں)۔

اُن کا حق اُن کو دے دیا ہمارا حق کون دے گا؟ اس سے پہلے کہ وہ سوال کریں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیارا جواب دیا ہے "اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگو جس نے تمہارے اوپر یہ فرض کیا ہے کہ تم نے ایسے حکمران کی فرمانبرداری کرنی ہے اطاعت کرنی ہے جو تمہارا حق تم سے چھینے جو کسی اور کو ترجیح دے"۔

میرٹ نہیں ہو گا! میرٹ ہے؟ اُثرۃ کسے کہتے ہیں؟ فیصلے میرٹ پر نہیں ہوں گے، ظلم ہو گا زیادتی ہو گی جو اچھے لوگ ہیں اُن کو پیچھے کیا جائے گا جو بُرے لوگ ہیں اُن کو آگے کیا جائے گا، بڑے بڑے عہدوں پر بُرے لوگوں کو بٹھایا جائے گا، فیصلے غلط ہوں گے لوگوں پر مصیبتیں ہوں گی، یہ سب اس ایک لفظ میں شامل ہے "أُثْرَةٌ" (ترجیح دینا کسی اور کو) سبحان اللہ۔

تو اب پناہ کس سے مانگو؟ اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اُن سے کیوں نہ مانگو بھئی؟! دیکھیں ہونا کیا چاہیے میں آپ کا حق چھینتا ہوں آپ اپنا حق کس سے مانگتے ہو؟ جس نے آپ سے چھینا ہے یہی انصاف ہے نا! یہ عوام کے لیے ہے حکمران کی بات یہ نہیں ہے حکمران کیونکہ طاقت والا ہے طاقتور ہے وہ حق چھیننا تو جانتا ہے دینا نہیں جانتا جو فاسق اور فاجر ہے کہاں دے گا آپ کو وہ؟!

تو پھر کیا ہو گا؟ اگر حدیث میں ہوتا کہ اُن کا حق اُن کو دو اور اپنا حق اُن سے مانگو کیا خیال ہے اُثرۃ کا جو پہلا لفظ ہے حدیث میں استقامت ہو گی لفظ کی؟ جو فاسق اور فاجر ہے نافرمان ہے حکمران کیا اس سے حق اپنا مانگا جا سکتا ہے؟ پھر تو اضطراب ہو گا نا حدیث میں شروع میں اور آخر میں! کتنا پیارا جواب ہے خوبصورت جواب ہے اور آسان ترین جواب ہے جس پر عمل کرنا بھی اس لفظ سے بھی زیادہ آسان ہے؛ دیکھیں صبر کرنا ظالم کے سامنے اپنا حق لینے کے لیے اور یہ خوشخبری کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارا حق دے گا اگر یہاں پر ضائع بھی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہیں آخرت میں اس سے بہتر عطا فرمائے گا، یہ سارا معنی اس آخری جملے میں موجود ہے۔ اس لیے اگر آپ سے دنیا میں کوئی چیز چھین لیتا ہے اگر دنیا بھی چلی جاتی ہے یا آپ پر کسی اور کو مقدم کیا جاتا ہے ترجیح کی جاتی ہے اس کو اُثرۃ کیا جاتا ہے تم میرٹ والے ہو تم نے محنت کی ہے تمہاری محنت ضائع ہو رہی ہے دنیا میں واللہ اگر آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کیا ہے اور صبر کیا ہے آخرت میں یہ اُجر اس سے بڑھ کر ہوگا اور دنیا میں عزت اور کامیابی ہے۔

کوئی شخص کہے گا کہ یہ کون سی عزت اور کامیابی ہے ہم ذلیل وخوار ہو رہے ہیں بے روزگار ہیں معاشرے میں ڈکیتی ہے فساد ہے کرپشن ہے مہنگائی بڑھتی جارہی ہے کرپٹ حکمران ہمیں کھا گئے ہیں کچھ چھوڑا نہیں ہے ملک کا اور آپ صبر کی باتیں کرتے ہیں صبر کب تک کریں؟!

اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح بخاری کی حدیث میں موجود ہے: "اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ": اس میں اور خوشخبری ہے کہ صبر کرتے رہو یہاں تک کہ "تَلْقَوْنِي" مجھے پاؤ گے ملاقات کرو گے کہاں پر؟ حوض کوثر پر۔

یعنی جو صبر نہیں کریں گے بغاوت کریں گے بدعت کا راستہ اختیار کریں گے خوارج کا راستہ اختیار کریں گے وہ حوض کوثر تک نہیں پہنچیں گے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کر پائیں گے۔

اگر آپ صبر کر لیتے ہیں اس دنیا میں اور آپ کا اپنا حق جو ہے آپ سے چھین لیا جاتا ہے آپ مجبور ہو جاتے ہیں آپ ہاتھ اٹھا سکتے ہیں لیکن ہاتھ نہیں اٹھاتے، آپ بدلہ لے سکتے ہیں لیکن بدلہ نہیں لیتے صرف اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی پر عمل کرتے ہوئے تو قیامت کے دن سرخرو ہوں گے باعزت فرشتے آپ کو نہیں روکیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لیے حوض کوثر پر پہنچنے کے لیے آسانی کر دیں گے۔

تو یہ ساری جو چیزیں ہیں یہ سارا خیر کس بنیاد پر ہے؟ آپ نے جو دنیا میں اس حدیث پر عمل کیا ہے اور صبر کیا ہے: "وَسَلُوا اللَّهَ": اور سوال کرو اپنے حق کا اللہ تعالیٰ سے "وَسَلُوا اللَّهَ حَقَّكُمْ"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں؟

اُن کا جو حق ہے یعنی حکمرانوں کا "طاعتهم في غير معصية الله" (اللہ تعالیٰ کی معصیت کے علاوہ ان کی اطاعت کرنا)۔

یعنی اگر حکمران تمہیں (خود نافرمان تو ہے ظالم ہے) نافرمانی کا حکم دیتا ہے تب حکمران کی اس بات کو نہیں مانیں گے باقی اُمور میں (دنیاوی اُمور میں) جن میں نافرمانی نہ ہو چاہے کوئی بھی اُمور ہوں اُن میں اُن کی فرمانبرداری باقی رہتی ہے۔

اور پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں بڑی پیاری حدیث ہے ذرا غور کریں صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سلمۃ بن یزید الجعفی جو ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتے ہیں

کہتے ہیں: ''يا نَبِيَّ اللهِ''(اے اللہ تعالیٰ کے نبی)''أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ''(اب بتائیں کہ اگر ہمارے اوپر ایسے حکمران قائم ہو جائیں)''يَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُونَا حَقَّنَا''(جو اپنا حق تو ہم سے مانگیں اور سوال کریں اپنے حق کا لیکن ہمارا حق ہمیں نہ دیں اور ہمیں محروم کر دیں)''فَمَا تَأْمُرُنَا ؟''(آپ ہمیں اس صورت میں کیا حکم دیتے ہیں؟)؛ تمہارا حق تم سے چھینا جا رہا ہے، ہمارا حق ہم سے چھینا جا رہا ہے اور وہ اپنے حق کا مطالبہ ہم سے کر رہے ہیں ایسی صورت میں کیا کریں ہم مظلوم ہیں وہ ظالم ہیں ہم مغلوب ہیں وہ غالب ہیں اور ہمارا حق بھی ہم سے چھینا جا رہا ہے کیا کریں؟''قَالَ: اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا''(فرمانبرداری کرو سمع اور طاعت کرو)؛ کیا مطلب ہے ہمارا حق ہم سے مانگیں جبراً دے دیں؟''اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا''(سبحان اللہ)؛ وجہ دیکھیں:''فَإِنَّمَا عليهم ما حُمِّلُوا، وَعَلَيْكُمْ ما حُمِّلْتُمْ''(اُن کے اوپر وہ ہے جو وہ کر رہے ہیں اور تمہارے اوپر وہ ہے جو تم کر رہے ہو)۔

کچھ ذمہ داریاں ان کو سونپی گئی ہیں ان پر واجب ہیں وہ اس کے ذمہ دار ہیں، کچھ ذمہ داریاں تم پر عائد کر دی گئی ہیں تم پر واجب ہے تم ان کے ذمہ دار ہو۔

ان پر کیا ذمہ داری تھی تمہارے تیئں؟ کہ تمہارے ساتھ عدل وانصاف کریں ظلم نہ کریں تمہارا حق تمہیں دیں وہ اپنی اس ذمہ داری سے پیچھے رہ گئے نا نہیں پوری کر سکے نا، نافرمانی کر بیٹھے نا، اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے ان کا حساب لینے والا ہے ربّ کو حساب کو دیں گے اللہ تعالیٰ حساب لے گا۔

اور تمہارے اوپر بھی ذمہ داری عائد کر دی اللہ تعالیٰ نے ان کے تیئں حکمرانوں کے جو ایسے ہوں کیا ذمہ داری ہے کیا واجب ہے؟ "سمع اور طاعت"، نافرمان ظالم فاسق حکمران کی فرمانبرداری تم پر واجب ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے، اگر وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتے نافرمانی کر بیٹھتے ہیں تو تم اپنی ذمہ داری مت بھولو تم نے ان کا حق ان کو دینا ہے اور فرمانبرداری کو برقرار رکھنا ہے اس کے باوجود کہ وہ تم پر ظلم کرتے ہیں اور تمہیں تمہارے حق سے محروم کرتے ہیں ورنہ تم سے بھی سوال کیا جائے گا اس ذمہ داری کے بارے میں۔

واضح ہے؟ میں دوسری مثال آسان کر دیتا ہوں بعض لوگوں کو شاید یہ باتیں ذرا بھاری لگیں۔

ہمارے اوپر ہمارے گھر کے اوپر:''كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ''(تم سب ذمہ دار ہو اور تم سے اس ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا)؛ مسئول ہے نا؟!

گھر کا سربراہ مرد مسئول ہے ذمہ دار ہے اور اس سے سوال کیا جائے گا کہ تم نے گھر میں کیا کیا ہے؟

گھر والی جو ہے وہ بھی ذمہ دار ہے اس سے بھی سوال کیا جائے گا قیامت کے دن کہ جو اس کو سونپی گئی تھی ذمہ داریاں گھر کو سنبھالنے کی وہ جوابدہ ہے۔

اگر خاوند بیوی پر ظلم کرتا ہے اور وہ اس ذمہ داری کو صحیح طریقے سے نہیں نبھاتا کیا اس کے جواب میں بیوی کے لیے جائز ہے کہ وہ بھی اپنی ذمہ داری سے دستبردار ہو کر چھوڑ دے کیا خیال ہے؟ کوئی عقلمند یا کوئی شخص مجھے کہہ دے کہ یہ جائز ہے؟

اگر خاوند نافرمان ہے اور زیادتی کرتا ہے بیوی پر تو اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے وہ جوابدہ ہے اپنے ربّ کے سامنے "وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عن رَعِيَّتِهِ"؛اسی طریقے سے بیوی جو ہے وہ بھی ذمہ دار ہے گھریلو اُمور میں، اگر خاوند اس کا حق نہیں دیتا ظلم کرتا ہے تو اسے صبر کرنا چاہیے اور اپنی جو ذمہ داریاں ہیں برقرار رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے وہ پوری کرنی چاہیے۔

اگر وہ بھی اپنے خاوند سے بدلہ لینا چاہے اور خاوند کا حق نہ دے تو کیا یہ جواز بنے گا قیامت کے دن کہ کیونکہ اس نے ظلم کیا تو اس لیے میں نے بھی ظلم کیا ہے؟ یا اس کی پکڑ ہوگی اس کی نجات ہوگی یا دونوں کی پکڑ ہوگی یا دونوں کی نجات ہوگی کیا ہوگا؟

سوال: دنیا کے اعتبار سے قاضی کے سامنے جا کر شکایت کر سکتی ہے نا؟

جواب: وہ الگ بات ہے میں ظلم زیادتی کی بات کر رہا ہوں شکایت کرنا قاضی کے پاس جانا وہ سب اس کا حق ہے شرعاً، ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ خاوند جو ہے نافرمان ہے ربّ کا بیوی پر ظلم اور زیادتی کرتا ہے اور جو ذمہ داری سونپی گئی ہے اسے وہ نہیں نبھا پا رہا نہیں نبھانا چاہتا گناہگار ہے نا حساب کس کو دینا ہے بیوی کو دینا ہے؟! اگر بیوی کو دینا ہے تو پھر بیوی بھی ایسا کرے گی نا؟! تو ربّ کو حساب دینا ہے جس نے اس کو یہ ذمہ داری سونپی ہے اور اس پر واجب کیا ہے۔

بیوی کیا کرے گی اس ظالم خاوند کے لیے؟ صبر کرے گی نا اگر کرنا چاہتی ہے، اس کے پاس اور راستے بھی ہیں طلاق لے لے نہیں صبر کر سکتی، شریعت کے بہت سارے راستے ہیں طلاق لے لے خلع لے لے نکاح کو فسخ کر دے اگر یہاں تک جانا چاہتی ہے یا جا کر جو گورنمنٹ کے ادارے جو ہیں وہاں پر جا کر اس کی کمپلینٹ (Complaint) کر دے کہ وہ مجھ پر ظلم زیادتی کرتا ہے یہ سب اس کے شرعاً حق ہیں، لیکن ظلم کا بدلہ ظلم سے!

اگر خاوند اسے پیسے نہیں دیتا تو معروف سے علاوہ زیادہ اس کے پیسے چرا لے اس کو نقصان دے، اس کے والدین کے ساتھ بد تمیزی کرے اس سے بدلہ لینے کے لیے، یا گھر کی چیزیں جو ہے جان بوجھ کر برتن توڑ دے کبھی کسی چیز کو خراب کر دیا اسے پریشان کرنے کے لیے یہ ساری چیزیں جو ہیں یا اس کے پیچھے اس کی غیر موجودگی میں غیبت کرتی رہے یا اس کے گھر میں فتنے کا

سبب بنے یا روزانہ جھگڑے یا بچوں کی تربیت کرنا چھوڑ دے کہ کیونکہ وہ میرا حق مجھے نہیں دیتا ظلم کرتا ہے تو میری اس میں کوئی ذمہ داری نہیں بچے بھی تم پالو!

یہ ساری چیزیں جو ہیں سب کی اپنی اپنی ذمہ داری ہے سب جانتے ہیں اگر ایک سے غلطی ہوتی ہے تو دوسرے کو غلطی نہیں کرنی چاہیے یہ جواز نہیں بنتا غلطی کرنے کا۔

اسی طریقے سے اگر حکمران غلط ہے نافرمان ہے تو رعیت کو جو ہے رعایا کو جو ہے غلطی نہیں کرنی چاہیے اور ان کو بھی ظلم نہیں کرنا چاہیے واضح ہے؟

میری گزارش ہے واجب جو آج کا ہے یہ آیت اور یہ جو تین احادیث ہیں دو یا تین ہیں یہ یاد کرنی ہیں کیا آپ جانتے ہیں یاد کیا کرنی ہیں؟ حفظ کرنا ہے آیت اور یہ جو دو تین احادیث ہیں یہ آپ نے یاد کرنی ہیں میں پوری کر لوں پھر بتاتا ہوں کون سی احادیث ہیں آخر میں۔

دوسری حدیث جو ہے: ''وفي حديث عبادة بن الصامت رضي الله عنه'': سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں فرماتے ہیں: ''قال: بايعنا رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم'' (ہم نے بیعت کی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی)''على السمع والطاعة'' (سمع اور طاعت پر کہ ہم فرمانبرداری کریں گے)''في العسر واليسر'' (سخت اور آسانی کے حالات میں) ''والمنشط والمكره'' (چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے)؛ چاہے ہمیں پسند ہو یا پسند نہ ہو ہر حال میں ہم نے بیعت کی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی کہ ہم فرمانبرداری کریں گے اور اس بیعت کو پورا کریں۔

پھر فرماتے ہیں: ''وأن لا ننازع الأمر أهله'' (اور ہم منازعت نہیں کریں گے حکمرانوں کی (یعنی اس بیعت کو ختم نہیں کریں گے اسے برقرار رکھیں گے))''قال: إِلَّا'' (مگر)''أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ'' (اِلَّا یہ کہ تم کفر بواح دیکھو جس کا تمہارے پاس برہان ہو یعنی واضح ثبوت ہو)۔

یعنی اگر فسق ہے فجور ہے ظلم ہے تب تو نافرمانی کریں گے؟ نہیں کر سکتے۔ بیعت باقی رہے گی قائم رہے گی؟ قائم رہے گی۔

''إِلَّا'': ایکسیپشن (Exception) ہے کہ یہ بیعت ختم ہو جائے گی اور اس کا یہ حق جو ہے فرمانبرداری، سمع اور طاعت کا ختم ہو جائے گا اگر وہ کفر کا ارتکاب کرے۔

کیسا کفر؟ ''أَنْ تَرَوْا'': تم نے دیکھا ہے سنا نہیں ہے کیونکہ سُنی سُنائی والے بہت زیادہ ہوں گے جو حکمران کے خلاف باتیں کریں گے۔

"إِلَّا أَنْ تَرَوْا": دیکھو، یعنی اتنا اس کا کفر واضح ہو جائے کہ تم دیکھنے لگ جاؤ۔

"كُفْرًا بَوَاحًا": واضح کفر ہو جس میں شک وشبہ نہ ہو۔

اور پھر آخر میں: "عِنْدَكُمْ مِنَ اللهِ فِيهِ بُرْهَانٌ": تمہارے پاس اس کے کفر کرنے کی واضح دلیل بھی موجود ہو کہیں یہ نہ ہو کہ احتمال ہے کفر ہے یا نہیں ہے، اس کی دلیل واضح ہے یا واضح نہیں ہے دلیل؛ نہیں! واضح دلیل ہے کہ اس نے جو کیا ہے کفر ہی کیا ہے۔
متفق علیہ حدیث ہے، حوالہ صحیح بخاری حدیث نمبر 7056، اور صحیح مسلم میں 1709۔

وہ جو پہلے حدیث میں نے بتائی ہے: "اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فإنَّما عليهم ما حُمِّلُوا، وعلَيْكُم ما حُمِّلْتُمْ": یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے حدیث نمبر 1846۔

اور اس سے پہلے والی حدیث جو ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود کی: "إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً وَأُمُورًا تُنْكِرُونَهَا، قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: أَدُّوا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللَّهَ حَقَّكُمْ": متفق علیہ حدیث ہے صحیح بخاری حدیث نمبر 7052، اور صحیح مسلم میں حدیث نمبر 1843۔ یہ تین حدیثیں ہو گئیں، اور آیت۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کیونکہ اگر ہم ایسے حکمرانوں کی اطاعت نہ کریں اور پیچھے ہٹ جائیں تو پھر ہم اس طریقے سے اجتماعیت کو ختم کر دیں گے اور نافرمانی کر بیٹھیں گے جس میں بہت ہی بڑی مصیبتیں امت پر قائم ہوں گی معاشرہ تباہ ہو جائے گا افراتفری ہو جائے گی، فرقوں میں بٹ جائیں گے سب اپنا اپنا امیر بنالیں گے مطلب یہی ہے نا؟!

اگر ایک امیر کی فرمانبرداری نہ کی جائے اور اس کی نافرمانی ظلم فسق وفجور کی وجہ سے اس کی حکمرانی کو ختم کر دیا جائے تو پھر امیر کون باقی رہے گا؟! جو طاقتور ہو گا وہ کہتا ہے مجھے امیر بناؤ، پھر وہ کہے گا کہ نہیں ہمارا گروہ زیادہ طاقتور ہے، وہ کہتا ہے نہیں ہمارا گروہ زیادہ طاقتور ہے ہو گا کیا پھر؟ ایک ظالم حکمران کا ظلم ایک طرف اور باقی دس پندرہ بیس یا اس سے کم یا اس سے زیادہ لوگ نکلیں گے اپنے اپنے سربراہ لے کر اور جب آپس میں خانہ جنگی پھر ہو گی پھر کیا ہو گا؟!

اور اس کی واضح مثال آپ دیکھتے ہیں کہ جو پہلا جہاد افغانی ہوا تھا، افغانستان میں جو پہلا جہاد ہوا تھا رشیا کے خلاف جب رشیا چلا گیا تو پیچھے کتنی جماعتیں باقی رہیں؟ ایک امیر تھا ان کا ایک جماعت باقی تھی؟ سات گروہوں یں بٹ گئے آپس میں خانہ جنگی شروع ہو گئی، بعد میں پھر طالبان وجود میں آئے ان کی وجہ سے پھر اور ایک گروہ جو ان سے زیادہ طاقتور تھا وہ وجود میں آیا اور پھر اس طریقے سے دیکھیں اگر آپ کا ایک حکمران نہیں ہے تو آپ مختلف حکمرانوں کے ساتھ مختلف اُمراء کے ساتھ ایک جگہ پر نہیں رہ سکتے۔

کہتے ہیں نا کہ جنگل میں صرف ایک ہی شیر ہوتا ہے نا اگر دو شیر آجائیں ایک جگہ پر مصیبت ہوتی ہے کہ نہیں؟ وہ آپس میں لڑتے لڑتے ان میں سے ایک ہی بچتا ہے۔

الغرض؛اس میں اور بھی دیکھیں اگر کوئی شخص فرمانبرداری ختم کر دیتا ہے ظالم اور فاسق حکمران کی تو ایسا شخص جو ہے بیعت نہیں سمجھتا ایسے حکمرانوں کی بیعت ختم کر دیتا ہے کہتا ہے میں نے بیعت نہیں کی ان لوگوں کی کیونکہ اس کے اہل ہی نہیں ہیں یہ۔

اگر ایسے شخص کی موت ہو جاتی ہے تو پھر ایسا شخص جو ہے جاہلیت کی موت مرتا ہے:"مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً":(سبحان اللہ)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور وہ اُمور جن میں تاویل اور اختلاف ہے علماء کا آپس میں اگر حکمران جو ہیں اُن میں سے کسی پر عمل کر لیں ارتکاب کر لیں تو اس معاملے میں ہمیں اُن کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے اُن کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے لیکن ہمارے اوپر یہ واجب باقی رہتا ہے کہ ہم ان کو نصیحت کریں جتنی ہمارے اندر طاقت ہے جس میں انہوں نے مخالفت کی ہے جن معاملات میں اجتہاد کی اجازت یا گنجائش نہیں ہے۔

یعنی علماء کا آپس میں کسی مسئلے میں اختلاف ہو گیا حکمران وقت جو ہے اُس نے اُس مسئلے کو لے لیا جو مرجوح ہے (علماء کے اس فتوے کو لے لیا جو مرجوح ہے جو راجح نہیں ہے مرجوح قول کو لے لیا ہے) اور اس پر عمل کرنا شروع کر دیا ہے ہم کیا کہیں گے؟ اس میں صبر کریں گے اور نصیحت کریں گے کہ بھئی راجح قول یہ ہے اور یہ دلائل ہیں اس کی اور وہ قول مرجوح ہے، نہیں مانتا تب صبر کریں گے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: جس میں اجتہاد کی گنجائش ہے ایسا مسئلہ ہے، کچھ ایسے مسائل ہیں جن میں اختلاف ہوتا ہے علماء کا اور اجتہاد کی گنجائش نہیں ہوتی واضح مسائل ہوتے ہیں تو ایسے معاملے میں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) ہم اُن کے ساتھ تقدیر اور احترام کے ساتھ حق بات بیان کریں گے ان کو صرف تنقید کرنے کے لیے نہیں اور نہ ہی صرف اپنی خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے ہم ان پر غالب آجائیں کیونکہ قوت دلیل ہمارے پاس ہے ان کے پاس نہیں ہے اور نہ ہی اس لیے کہ ہم ان کی نافرمانی کریں بلکہ ان سب چیزوں سے بچتے ہوئے اور ان کو حق کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے ان کو نصیحت کریں تو یہ طریقہ جو ہے صحیح ہے لیکن اگر کوئی شخص ان کو تنقید کرنے کے لیے یا ان کا احترام ختم کرتے ہوئے یا اپنی خواہش نفس کو پورا کرتے ہوئے یا اپنے آپ کو غالب ان پر کرتے ہوئے اپنے نفس کا انتصار نفس کے غلبے کے لیے کرتا ہے یا نافرمانی کرتے ہوئے تو شیخ صاحب فرماتے ہیں:"فليس من طريق أهل السنة والجماعة": یہ طریقہ جو ہے یہ راستہ جو ہے اہل سنت والجماعت کا راستہ نہیں ہے۔

اس کے بعد جو اگلا پوائنٹ ہے اسی سے ملتا جلتا ہے شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ويحافظون على الجماعات“(اور حفاظت کرتے ہیں باجماعت نمازوں کی (جو فرض نمازیں ہیں جو باجماعت ہیں ان کی حفاظت بھی کرتے ہیں))۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ باجماعت نمازوں کا انعقاد کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں اور پانچ جو نمازیں فرض ہیں باجماعت پڑھتے ہیں اُن کی محافظت کرتے ہیں مکمل طریقے سے، جب اقامت سنتے ہیں اور مسلمان نمازوں کے لیے تیار ہو جاتے ہیں مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، جو پانچ نمازوں کی محافظت نہیں کرتا حفاظت نہیں کرتا تو ایسے شخص میں یہ صفت جو ہے اہل سنت والجماعت کی رہ جاتی ہے اُس کے اس باجماعت نماز کو چھوڑنے کی وجہ سے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ ممکن ہے کہ ایسی جو جماعتیں ہیں وہ اس میں داخل ہو جائیں کہ اگر کوئی کسی کی رائے ہو جائے آپس میں منازعت یا اختلاف ہو جائے تو تاکہ اس سے بچا جائے اجتماعیت کو برقرار رکھا جائے اور اختلاف اور تفرقے سے بچا جائے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وصیت کی سیدنا معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ الأشعری رضی اللہ عنہ کو جب اُن دونوں کو یمن کی طرف بھیجا، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”فقال: يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا“(آسانی کرنا سختی نہ کرنا)”وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا“(بشارت دینا اور اُن کو دور نہ کرنا (یا اس میں کوئی نفرت انگیز چیزیں نہ کرنا))”وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا“ (اور تم دونوں جو ہو ایک ساتھ مل کر کام کرنا اور اختلاف مت کرنا)؛”رواه البخاري“(اسے بخاری نے روایت کیا ہے)۔

بلکہ متفق علیہ حدیث ہے یہ لفظ صحیح بخاری کے ہیں۔

تو نماز باجماعت جو ہے یہ بھی اہل سنت کے عقیدے کے اصولوں میں شامل ہے بلکہ ایسے لوگ بھی ہیں جو نماز باجماعت نہیں پڑھتے یا اس میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں تو اگر کوئی نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو ایسا شخص اہل سنت والجماعت میں شامل تو ہے لیکن اس کی یہ صفت جو ہے خوبصورت خصلت جو ہے وہ اس سے محروم ہو جاتا ہے جو اپنے آپ کو اس خیر سے محروم کرتا ہے، اور اجتماعیت جو ہے یہ بھی اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے اس اجتماعیت کو برقرار رکھا جائے حد الامکان، اختلاف کو پس پشت ڈالا جائے اگر کسی فقہی مسئلے میں اختلاف ہے اُس کی وجہ سے نفرت نہیں ہونی چاہے کینہ نہیں ہونا چاہیے بغض نہیں ہونا چاہیے۔

اگر کوئی شخص رفع یدین نہیں کرتا او وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُس کے پاس یہ جو دلیل ہے نہ کرنے کی یہ راجح ہے تو تب بھی اہل سنت میں سے ہے وہ، وہ ہمارا بھائی ہے اگر وہ یہ کوتاہی کرتا ہے اگر اس کو دلیل سمجھ نہیں آ رہی ہے اور نماز کی سنت میں سے یہ سنت ہے تب تو اس کے ساتھ سختی سے یہ کام نہیں کرنا چاہیے اس اجتماعیت کو برقرار رکھنے کے لیے نرمی سے سمجھانا چاہیے اور بہت سارے

لوگ سمجھتے ہیں الحمدللہ، لیکن جب ہم الگ سے ایک گروہ بن جائیں گے وہ الگ سے ایک گروہ بن جائیں گے اور اس مسئلے میں جو سختی سے کام لیا جائے گا دلیل کو دلیل سے مارا جائے گا پھر امام کے قول کو امام کے قول سے مارا جائے گا پھر امام کے قول کو حدیث سے مارا جائے گا پھر امت میں کیا خیر باقی رہے گا؟!

بعض لوگوں میں اندھی تقلید ہے؛ اندھی تقلید بدعت ہے اور جو اہل بدعت ہیں اُن کا کوئی تعلق نہیں ہے اہل سنت سے میں اِن کی بات نہیں کر رہا ہوں، میں اُن کی بات کر رہا ہوں جو لوگ سمجھنے والے ہیں جو سمجھ سکتے ہیں جو اندھی تقلید کو جانتے نہیں ہیں کیا ہے لیکن بعض اوقات چند لوگوں کی سختی کی وجہ سے وہ خود اندھی تقلید پر مجبور ہو جاتے ہیں، اس لیے کچھ ایسے مسائل ہیں جن میں اختلاف ہوتا ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں "لا يسوغ الاختلاف فيه" اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے واضح دلائل ہیں۔

اس کے باوجود بھی اگر کوئی حکمران ہے وہ حکمران رفع یدین نہیں کرتا اور حکم دیتا ہے کہ رفع یدین مت کریں آپ تو کیا مخالفت کریں گے اس وجہ سے جھگڑا کریں گے؟ یا اُس کی فرمانبرداری ختم کر دیں گے؟ نہیں! ایک سنت ہے ہم سمجھائیں گے اسے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے قول راجح یہ ہے یہ حق ہے یہ دلیل ہے، اگر نہیں سمجھتا تو اُس کا ربّ ہے اس کا حساب لینے والا، ہم رفع یدین کریں گے جب اپنی نماز پڑھیں گے۔

اگر باجماعت نماز پڑھیں اور وہاں پر فتنے کا اندیشہ ہو اور وہاں پر ایسا کوئی قانون ہو کہ یہاں پر رفع یدین نہیں کرنا اگر ہو گا تو پھر اس میں سزا ہو گی یا کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا یا پھر وہاں پر جھگڑا ہوتا ہے اللہ کے گھر میں تو ہم چھوڑ دیں گے نہیں کریں گے ایک سنت ہے جو ہم نے چھوڑی ہے کسی مجبوری کے تحت نا کہ اپنی مرضی سے، اور ایسا معاملہ میں نہیں سمجھتا کہ کسی ملک میں ایسا ہے میں صرف مفروضہ بتا رہا ہوں کہ اگر ایسی یہاں تک کوئی بات پہنچ جائے کیونکہ سنتیں جو ہیں اُن کا اپنا ایک شریعت میں وزن ہے اور جو فرض ہیں اُن کا اپنا ہے۔

اور مجبوری کی حالت میں آپ کو پتہ ہے اگر حکمران یہ فیصلہ کر دے کہ باجماعت نماز نہیں پڑھنی کرفیو لگا دیا ہے کہ گھر میں نمازیں پڑھیں کیونکہ فسادات ہونے والے ہیں تب کیا ہو گا ہم پڑھیں گے مسجد میں جانا لازمی ہے؟! باجماعت نماز پڑھیں گے اور نافرمانی کریں گے چاہے فساد ہو چاہے کرفیو لگ جائے چاہے گولی لگ جائے؟! ہرگز نہیں!

تو شریعت کے جو معاملات ہیں اُن کو سمجھنا چاہیے اور یہ جو عقیدے کے اصول ہیں یعنی علماء نے اب نماز باجماعت پڑھنا یہ فقہی مسئلہ ہے، آگے بھی ان شاءاللہ آئے گا کہ موزوں پر مسح کرنا؛ موزوں پر مسح کرنے کا عقیدے سے کیا تعلق ہے؟ اس لیے جب بعض ایسے گروہ جو ہیں جنہوں نے مخالفت کی ہے سختی سے مخالفت کی ہے اہل سنت والجماعت کی تو اہل سنت والجماعت نے دو

چیزوں کو سامنے رکھا ہے: (۱) ایک دلیل کا وجود۔ (۲) اور پھر اس مخالفت کو ختم کرنے کے لیے اس دلیل کو استعمال کر کے اس کا جواب دینا؛ یہ عقیدے کا اصول بن گیا۔

اور یہ وہ مسائل ہیں جو پہچان ہیں اہل سنت والجماعت کی، جو صحیح سلفی ہے صحیح منہج جو ہے صحیح العقیدہ شخص جو ہے اُن میں یہ ساری پیاری خصلتیں موجود ہیں یہ نہیں کہ ٹھیک ہے میں نے نماز نبوی پڑھی ہے جہاد نبوی کرتا ہوں لیکن میرا نماز کا طریقہ ہے میں گھر میں نماز پڑھتا ہوں یا میں سنتوں کا خیال نہیں کرتا یا موزوں پر مسح کرنے کا میرا اختلاف ہے، ہر گز نہیں دیکھیں گے آپ! ایک راستہ اختیار کیا ہے ایک منہج اختیار کیا ہے جو بالکل سیدھا ہے اللہ تعالیٰ اسے توفیق بھی دیتا ہے اور آسانی بھی کر دیتا ہے۔

جو بیچ کے لوگ ہیں وہ تذبذب کا شکار ہوتے ہیں نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے اُن میں کوئی خیر نہیں ہے لوگوں کو بلکہ دھوکا دیتے ہیں نعرہ کچھ لگاتے ہیں زبان سے کچھ کہتے ہیں دل میں کچھ ہوتا ہے کرتے کچھ اور ہیں ایسے لوگ آئے ہیں نا؟! علمی کتابی کچھ کوئی کیا نعرہ لگاتا ہے کوئی کیا نعرہ لگاتا ہے! اب علمی کتابی والے لوگ جو ہیں اُس نے کسی شخص کی بات کو سمجھ کر کتاب کی بات کرنی ہے نا؟! قرآن مجید کی میں بات کرتا ہوں کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے، کچھ آیات کا مفہوم بالکل واضح ہے ضرورت نہیں پڑتی آپ کو ترجمہ کافی ہے آپ کے لیے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝﴾ (کہہ دو اللہ ایک ہے) (الاخلاص: 1) اب اس میں کون سی کتاب کی تفسیر پڑھنی ہے آپ نے؟! پڑے گی آپ کو کسی تفسیر کے پاس جانے کی پڑھنے کی ضرورت؟ نہیں!

لیکن بعض ایسی آیات ہیں جن کو سمجھنا بہت لازم ہے کیونکہ دیکھنا ہے سمجھنے کے لیے آپ ایک مفہوم تو لازمی بتائیں گے کیا مفہوم بتائیں گے:

(۱) یا تو سلف کا جو سلف نے سمجھا ہے وہ۔

(۲) یا اپنے کسی امام کا جس کو آپ کہتے ہیں کہ نہیں اماموں کے جو اقوال ہیں درست نہیں ہیں امام پُرانے زمانے کے تھے اگر ہم سلف کی ان تفسیروں کو پڑھتے رہیں گے دیکھتے رہیں گے تو ہم کہیں کے نہیں رہیں گے یا ہمارا کوئی فائدہ نہیں ہو گا، یا اس طریقے سے جو یہ خطرناک باتیں ہیں۔ یا پھر آپ کیا کہیں گے؟ جو آپ کی اپنی فہم ہے وہی تو لے کر آئیں گے نا یہ تو ممکن نہیں ہے کہ آپ کہیں کہ یہ دیکھیں یہ کتاب ہے یہ حدیث آپ پڑھیں اپنی مرضی سے کوئی مفہوم نکال لیں ممکن ہے کیا تفرقہ ہو گا کہ نہیں؟ کیونکہ آپ کی فہم میری فہم سے مختلف ہے آپ کی سمجھ آپ کی ترجیحات آپ کے رجحانات مجھ سے مختلف ہیں میں ویسے سمجھوں گا جو مجھے پسند ہے آپ ویسے سمجھیں گے جیسے آپ کو پسند ہے تو تفرقہ ہو گا کہ نہیں ہو گا؟

جتنے بھی یہ نعرے لگاتے ہیں علمی کتابی یا اس طریقے سے کوئی بھی پڑھے اور یہ کہتا ہے کہ لوگوں نے ظلم کیا ہے علماء نے ظلم کیا ہے کہ آپ نے اگر کوئی حدیث یا آیت پڑھنی ہے تو لازمی عالم کی سمجھ کے مطابق یا عالم جو ہے وہ آپ کو تفسیر بتائے گا کہ یہ شرح کرے گا حدیث کی، نہیں ضرورت نہیں ہے آپ کتاب اُٹھائیں پڑھیں اور ترجمہ خود کریں اور مفہوم نکال لیں۔

یہ ظلم ہے! واللہ بہت بڑا جُرم ہے!

اگر کوئی بھی شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ قرآن اُٹھایا اور یوں کھولا بیچ میں سے اور پڑھنا شروع کر دیا اور اُسے سمجھ آرہی ہے وہ عمل بھی ویسا کرنا چاہتا ہے کیا ممکن ہے؟:

(۱) ایک تو آپ عربی نہیں ہیں۔

(۲) آپ عربی ہیں اگر عربی ہیں عربی سمجھ میں آرہی ہے تو جو ہمارا ایکسنٹ (Accent) ہے عربی کو سمجھنے کا وہ اس عربی سے جو قرآن میں ہے اس وقت ڈفرنٹ (Different) ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص یہ عربی بھی جانتا ہے جو قرآن کی عربی ہے یہ بھی جانتا ہے، مفہوم بھی جانتا ہے اس کے باوجود بھی کیا وہ حق کو پالے گا اگر اُس کے پاس منہج السلف یا فہم السلف نہیں ہے؟ نہیں!

کیونکہ سلف کے زمانے میں دیکھ لیں آپ جنہوں نے مخالفت کی ہے ابھی دیکھیں معتزلہ گروہ کہاں سے نکلا ہے؟ کوئی آسمان سے گرا یا زمین سے نکلا کہاں سے نکلا؟ امام حسن بصری کے شاگرد ہیں واصل بن عطاء انہوں نے دیکھا ایک مسئلہ ہو گیا کہ جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے جو کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ مسلمان ہے کہ نہیں ہے؟ کیا فیصلہ کیا؟ کیونکہ یہ قول موجود تھا ایسا گروہ بھی تھا جو کہتا کافر ہے، ایسا گروہ بھی تھا جو کہتا کہ اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے کچھ بھی کر لے ایمان میں کمی نہیں ہوتی ایمان برقرار رہے گا کوئی فرق نہیں پڑتا، ایک طرف یہ خوارج تھے جو کبیرہ گناہ پر کفر کے فتوے لگاتے تھے دوسری طرف مرجئہ تھے جو کہتے ہیں ایمان میں فرق نہیں پڑتا، تو انہوں نے کہا کہ ہم کوئی بیچ کا راستہ نکالتے ہیں کہ نہ کافر ہے نہ مسلمان ہے (نہ مومن ہے نہ کافر ہے)۔

اب اُن کا جو استاد ہے امام حسن بصری مشہور تابعی ہیں اُن کا کیا موقف ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا شخص جو ہے کیا حکم ہے شرعاً؟ کہ اپنی معصیت سے کبیرہ گناہ سے فاسق اور فاجر ہے اور اپنے ایمان سے مسلمان ہے مومن ہے۔

ایک ہی شخص مومن بھی ہو سکتا ہے فاسق بھی ہو سکتا ہے اور ہر فسق کفر تھوڑی ہوتا ہے ہر فجور کفر تھوڑی ہوتا ہے اگر یہ معاملہ ہوتا تو پھر چور کو سزا کیوں دی جاتی اور ہاتھ کیوں کاٹا جاتا؟! چور تو کافر ہے پھر تو مرتد ہے اور مرتد کی سزا موت ہے یا ہاتھ کاٹنا ہے سزا کیا ہے اس کی؟!

اور پھر حدیث میں یہ کیوں آیا ہے کہ جس کے دل میں ذرّہ برابر ایمان باقی ہے اللہ تعالیٰ حکم دے گا فرشتوں کو اس کو بھی جنت میں داخل کر دو؟ پھر اس کا مطلب ہے کہ ایک مسلمان جو ہے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے وہ اپنے اس گناہ کی وجہ سے فاسق ہے اور اپنے ایمان کی بنیاد پر مسلمان ہے جب تک اس کی اس نافرمانی نے فسق نے کفر کی حد تک نہیں پہنچایا اور اس کا ایمان برقرار اور باقی رہا اگرچہ رائی کے دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو تھوڑا باقی کیوں نہ ہو تب بھی مسلمان ہے۔

کہتے ہیں عربی سمجھتے ہوئے عربی جانتے ہوئے واصل بن عطاء نے کہا کہ نہیں! یہ فتویٰ جو ہے میرے شیخ کا امام کا میرے استاد کا غلط ہے اور اسی مسجد کے کونے میں جا کر بیٹھ گیا، دوسرے شخص نے جا کر دیکھا بھئی یہ اُدھر کیوں بیٹھ گیا یہ تو بہت قریبی تھا اپنے استاد کے؛ کیا کہا؟ یہ کہا، اچھا بات تو یار ٹھیک ہے مسلمان بھی نہیں ہے کافر بھی نہیں ہے بیچ والا ہے یہ تو اچھی بات ہے، اُدھر بیٹھ گیا۔ وہ دو چار چند لوگ تھے اب یہ عربی نہیں جانتے تھے؟ اب اس نے فہم مجھے بتائیں کہاں سے نکالا ہے یہ؟ اس کو یہ پسند تھا اس نے یہ نکال لیا اور ہم نوالے ہم پیالے ہوتے ہیں آپ جیسی سوچ رکھنے والے اگرچہ غلط ہی کیوں نہ ہوں ہیں دنیا میں کہ نہیں؟ ہیں، غلط سوچ والے بھی ہیں اچھی سوچ والے بھی ہیں، تو سوچ کافی نہیں ہے آپ کے رجحانات کافی نہیں ہیں، گمراہ کر کے رکھ دے گی۔

اب خوارج نے سیدنا علی کو دیکھیں زمانے میں آخر میں جو فیصلہ ہوا کہ قرآن ہمارا فیصلہ کرے گا خوارج نے کہا نہیں، ساتھی سیدنا علی کے ساتھی تھے کہتے ہیں نہیں، اب فیصلہ ہو گیا اب فرمانبرداری کرو نا سیدنا علی کی آپ ساتھ تھے لشکر میں، کہتے ہیں نہیں سیدنا علی نے کفر کیا نعوذ باللہ! کیوں کفر کیا؟! "حکم بغير ما أنزل الله": اللہ کا حکم نہیں ہے کیونکہ فیصلہ لوگوں نے کیا ہے ہم نے کہا تھا کہ قرآن فیصلہ کرے گا یہ دو جو لوگ آئے ہیں نا دونوں طرف سے سیدنا معاویہ کی طرف سے سیدنا علی کی طرف سے یہ تو انسان ہیں انہوں نے فیصلہ کیا ہے انسان کے فیصلے کو کیوں مانیں ہم تو اللہ کے فیصلے کو مانتے ہیں۔

اب ان کو بتائیں ذرا کہ یہ جو کتاب لکھی ہے قرآن مجید میں اب انسان ہی پڑھے گا نا انسان ہی اس پر فیصلہ کرے گا یا خود فیصلہ یہاں پر کرے گا اچھا کرے گا کون؟ اب ظاہر ہے انسان نے ہی فیصلہ کرنا ہے؛ تو انہوں نے کہا کہ نہیں یہ لوگوں کا فیصلہ ہے اللہ کا فیصلہ نہیں ہے (نعوذ باللہ) سیدنا علی سے جا کر کہا دیکھیں جرأت دیکھیں کہ آپ نے کفر کیا آپ پہلے توبہ کریں کفر سے پھر ہم آپ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

یہ مفہوم کہاں سے نکالا ہے بتائیں عربی بھی جانتے ہیں؟! میں یہ کہوں کہ اگر عربی جاننا کافی ہے قرآن اور سنت کو سمجھنے کے لیے جو علمی کتابی یہ بات کرتے ہیں کافی ہے کیا سمجھنا؟! منہج السلف بالکل واضح ہے منہج السلف جو ہے وہ فہم ہے قرآن اور سنت کی جو

آپ کو صراط مستقیم پر برقرار رکھے گی اگر آپ نے اس کے علاوہ کوئی اور بھی فہم چاہے آپ کا ہو آپ کے استاد کا ہو، آپ کے امام کا ہو یا کسی اور کا ہو وہ آپ کو اس راستے سے ہٹا کر رکھ دے گا اس کے اگر مطابق نہیں ہے۔

میں اصولوں کی بات کر رہا ہوں فقہی مسائل میں اختلاف ہوا ہے کیونکہ جب ہم یہ بات کر رہے ہیں نا فہم السلف کی منہج السلف کی تو سب سے بڑا شبہ کیا آتا ہے ؟اُن میں بھی اختلاف تو تھا (سبحان اللہ)۔

اختلاف کس مسئلے میں تھا اور نوعیت کیا تھی اختلاف کی؟ کیا اختلاف چاہتے تھے تب اختلاف ہوا یا نہ چاہتے ہوئے اختلاف ہوا؟ فرق ہے دونوں میں؛اور ہمارا اختلاف جو دور حاضر میں ہے چاہتے ہوئے کہ نہ چاہتے ہوئے ہے ایک تو یہ فرق ہے۔

دوسرا کن مسائل میں اختلاف تھا عقیدے کے اصولوں میں جو مسائل ہم پڑھ رہے ہیں عقیدۃ واسطیۃ میں اور پہلے بھی پڑھ چکے ہیں (الحمد للہ) کیا ان اصولی مسائل میں اختلاف تھا یا فروعی مسائل میں اختلاف تھا یا ان چند اصولوں میں جو کسی اصل کا فرع ہیں اس میں اختلاف تھا؟اور ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

صحابہ میں اختلاف ہوتا تھا حج کے مسئلے میں کہ حج کون سا افضل ہے تمتع ہے قران ہے افراد ہے ؟اختلاف ہوا اصولی مسئلہ ہے کیا؟ مجھے بتائیں سلف کے زمانے میں صحابہ کے زمانے میں ایک اصول کا مسئلہ دکھائیں جو عقیدے کے اصول میں اختلاف ہوا ہو کہاں پر ہوا ہے؟ اللہ تعالیٰ کہاں ہے کسی صحابی سے ثابت ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے ایک دکھا دیں؟! کہیں پر تو ہونا چاہیے نا؟! کہاں ہے اللہ تعالیٰ؟قرآن میں واضح الفاظ ہیں: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۝۵﴾ (طٰہٰ:5): واضح ہے الحمد للہ۔

حدیث میں کوئی ملتا ہے ہمیں؟ صحیح مسلم کی معروف حدیث ہے اُس زمانے کی جو کمسن لڑکی تھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس جاریہ سے پوچھتے ہیں: ''أَيْنَ اللّٰهُ؟'' (اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟)، کہتی ہے ''فِي السَّمَاءِ'' (آسمان میں ہے (یعنی آسمان کے اوپر ہے)) ''مَنْ أَنَا؟، قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ'' (میں کون ہوں؟آپ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں)؛اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟ ''أَعْتِقْهَا'' (اسے آزاد کرو) ''فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ'' (یہ مومنہ ہے)۔

اب ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے کس بنیاد پر اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے یا اس کے برعکس اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور آسمان پر ہے؟ یہ واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔اب پھر بعض آیات میں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے)(الحدید:4)؛

کیا ان آیات میں واضح دلالت ہے جیسا کہ ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ میں ہے ؟ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے واضح دلالت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ میں جدہ میں اپنی فیملی کے ساتھ ہوں ہے میرے ساتھ دیکھ رہے ہیں آپ ؟

تو لفظ معیت میں بہت سارے معنی ہیں، قرب میں بہت سارے معنی ہیں، نزدیک کے بہت سارے معنی ہیں لیکن عرش پر مستوی ہے کتنے معنی ہیں ؟ جتنے بھی معنی ہیں سب ارتفاع (بلندی) کی طرف ہیں ایک معنی بھی ایسا ویسا نہیں ہے جس میں آپ کو شک وشبہ ہو کہ ارتفاع (علو) کے علاوہ کوئی اور معنی ہے۔

لیکن میں اپنی فیملی کے ساتھ ہوں ہوں کہ نہیں جدہ میں ؟ بتاؤں میں آپ کو اس میں قرینہ کہاں ہے واضح الفاظ ہیں : ﴿وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ﴾ : وہ تمہارے ساتھ ہے کیا خود اپنی ذات سے یا اپنے علم سے اپنی صفات سے ؟

یہاں پر اہل سنت والجماعت کو کہنا پڑا کہ یہاں پر فرق ہے کہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور اپنی صفات سے اپنی مدد سے اپنے علم سے اپنے احاطے سے وہ سب کے ساتھ ہے۔

یہی تو میں کہہ رہا ہوں نا کہ یہ لازم آتا ہے آیت میں تو ہے ﴿وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ﴾ : کیا یہاں پر اللہ تعالیٰ ہے جہاں پر بیٹھے ہیں ؟ باتھ روم میں اللہ تعالیٰ ہے آپ باتھ روم جاتے ہیں یہ معنی ہوتا ہے کیا شرعاً ؟ اس کی گنجائش ہے شرعاً ؟ اب آپ باتھ روم میں اللہ تعالیٰ کا نام تک نہیں لے سکتے ذکر کر سکتے ہیں ؟ ! تو اللہ تعالیٰ ہو سکتا ہے وہاں پر ؟

سوال : یہ تو متشابہات میں نہیں آتا ؟

جواب : نہیں ! بالکل واضح ہے متشابہات میں معیت کا لفظ ہے اِس میں ایک سے زیادہ معنی ہے۔

متشابہ معنی کیا ہوتا ہے ؟ ایک ہے محکم معنی ایک متشابہ ہے، محکم کا ایک ہی معنی ہوتا ہے دوسرا نکال کر دکھائیں ! عرش پر مستوی ہے اللہ تعالیٰ اور معنی ہے ؟

میں یہ کہہ رہا ہوں : ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى﴾ : ایک یہ ہے، ایک ہے معیت کا ان میں محکم متشابہ کون سا ہے عرش والا ہے یا معیت والا ہے ؟

عرش والا متشابہ ہے عرش والا کیسے متشابہ ہے ؟ ! میں لفظ کی بات کر رہا ہوں آپ دیکھیں معنی بتا رہے ہیں معنی تو لوگوں نے لیا ہے یہ ٹاپک ابھی میں نے چھیڑا ہے معنی تو آپ لیں گے کوئی نہ کوئی میں لفظ کی بات کر رہا ہوں لفظ استواء کا تو اللہ تعالیٰ عرش سے اوپر

ہے نامیرے بھائی! یہ کس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عرش کی ضرورت نہیں ہے تو اللہ گر جائے گا نعوذ باللہ؟! یہ غلط مفاہیم ان لوگوں کے ذہنوں میں آئے ہیں اس لیے انہوں نے انکار کیا ہے۔

جو لفظ ہے عرش کا علو کا ﴿عَلَى الْعَرْشِ﴾ (عرش سے اوپر)، ''فِي السَّمَاءِ'' (یعنی علی السماء): حرف الجر کا عربی میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی جگہ لے لیتے ہیں یہ قاعدہ ہے عربی لغت کا۔

لغت کے اعتبار سے عرش کا جو لفظ ہے اُس میں کتنے معنی ہیں اور معیت کے کتنے معنی ہیں؟ یہ آپ کا واجب ہے پورا ہفتہ ہے آپ کے پاس اگلے ہفتے پھر ڈسکس کریں گے اتنا صرف آپ کو بتادوں میں کہ معیت میں صرف آپ جب لفظ لیتے ہیں ایک سے زیادہ معنی ہے، قرب کا ایک سے زیادہ معنی ہے لیکن عرش پر مستوی ہونے کا ایک ہی معنی ہے اور استواء کے معنی جو ہیں "عَلَى" کے ساتھ جو ہوتا ہے "استواء عَلَى": عَلَى کے ساتھ جو حرف جر کے ساتھ ہوتا ہے تمام معنی علو اور ارتفاع کی طرف جاتے ہیں بلندی کی طرف جاتے ہیں ایک معنی بھی نہیں ہے جو اس کے مخالف ہو لیکن معیت کا معنی جو ہے وہ ایک سے زیادہ ہے اس میں اختلاط بھی ممکن ہے۔

"مکہ سے مدینہ کی طرف چاند کے ساتھ رات کو سفر کیا میں نے"؛ چاند کے ساتھ سفر کیا چاند زمین پر تھا میرے ساتھ؟

سوال: لفظ کے بھلے ہی ہزار معنی ہوں لیکن آپ کو جو قرینہ کلام ہو گا تو اس سسٹینس میں قرآن مجید کی آیات میں؟

جواب: عرش میں کوئی قرینہ نہیں ہے قرینہ تو آپ کو ضرورت پڑتی ہے معیت کی اس لیے تو یہ تشابہ ہے یہ میں بتا رہا ہوں آپ کو۔

یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ معیت میں ساتھ بھی ہوتا ہے ساتھ کے بغیر بھی معیت باقی رہتی ہے لیکن عرش پر مستوی ہونے کا کوئی قرینہ مجھے بتائے؟

سوال: تو پھر قرینہ کلام کیا ہے کہ ہم اس معنی کو چھوڑ کر دوسرا معنی لیں گے؟

جواب: معیت میں یہی تو میں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے کیا "بذاتہ" اپنی ذات کے ساتھ ہے؟ آپ باتھ روم جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ذات کے ساتھ آپ کے ساتھ ہو سکتا ہے؟

اُس کی شان کے لائق یہی ہے کہ وہ عرش پر ہے وہ کیوں زمین پر آئے گا ہمارے پاس ضرورت کیا ہے اللہ تعالیٰ کو؟! یہ شان نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی!

سوال: اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے جیسے اُس کی شان کے لائق ہے اور فرش پر بھی ہے ہر جگہ موجود ہے؟

جواب: یہی تو میں کہہ رہا ہوں نا کہ غلط عقیدہ ہے! یہی عقیدہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کمسن لڑکی سے سوال کیا "أَيْنَ اللهُ؟" تو کہتی عرش پر بھی ہے فرش پر بھی ہے ہر جگہ ہے! کہاں پر ہے یہ لفظ مجھے بتائیں آیا کہاں سے ہے؟! یہ لفظ اِن لوگوں کی غلط دماغ کی فیکٹری سے نکلا ہے کیونکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر عرش پر ہے تو اس پر سمت لازم آتی ہے سمت لازم آتی ہے تو جگہ لازم آتی ہے، سمت اور جگہ تو مخلوق کے لیے ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اس لیے یہ غلط ہے؛ یہاں پر عقل کام کر رہی ہے۔

شریعت نے ہمیں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، معیت کا جو لفظ ہے متشابہ ہے ایک سے زیادہ معنیٰ ہے معیت کا:

میں نے چاند کے ساتھ سفر کیا: "ساتھ" زمین پر نہیں ہے۔

میں نے دودھ اور پانی ایک ساتھ پیا: "ایک ساتھ" مکس کر کے پیا۔

میں جدہ میں فیملی کے ساتھ ہوں: اس وقت وہ میرے "ساتھ" نہیں ہیں وہ گھر میں ہیں میں یہاں پر بیٹھا ہوں۔

ساتھ کے لفظ میں اختلاط بھی ہوتا ہے، مکسنگ بھی ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی ہوتا ہے، سنیں: معیت کے لفظ میں یہی سب سے بڑا قرینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ عرش کو چھوڑ کر فرش پر کیوں آئے گا؟! یہ کہنا کہ سمت لازم آتی ہے کس نے کہا کہ سمت لازم آتی ہے؟!

میں آپ کو عام سی مثال دیتا ہوں؛ زمین سفیریکل (Spherical) ہے نا، جو یہاں پر انسان کھڑا ہے زمین کے اس حصے میں اس کے لیے آسمان کہاں ہے؟ جو یہاں پر کھڑا ہے کہاں ہے؟ جو نیچے کھڑا ہے کہاں ہے؟

تو آسمان مخلوق ہو کر ہمیشہ اوپر ہو سکتا ہے خالق ہمیشہ اوپر نہیں ہو سکتا؟! چھوٹی سی مخلوق ہے یہ آسمان کی کیا حیثیت ہے؟! عرش جو سب سے بڑی مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے برتر اور بڑا ہے۔

تو یہ باتیں کب اس غلط فیکٹری عقل کی فیکٹری میں پکی ہیں؟ جب اسی فہم جس کی میں بات کر رہا ہوں فہم پہلے آئی ہے یہ جو اہل بدعت کا جو عقیدہ ہے کہ عقل نقل پر مقدم ہے عقل کو آگے کریں گے عقل نے مان لیا تو مان لیں گے نہیں تو ہم نہیں مانیں گے ، شریعت کو نصوص کو سمجھنے کے لیے عقل ہی کافی ہے۔ یہ تو مصیبت ہے! ہم کہتے ہیں کہ نہیں فہم سلف لازمی ہے کافی نہیں ہے عقل، عقل شریعت کی ان تعلیمات کے تابع ہے اس سے اوپر یا آگے نہیں ہے یہی فرق جو امتیازی فرق ہے اہل سنت والجماعت کا اور اہل بدعت کا؛ معتزلہ نے عقل کو آگے کیا ہے، جہمیہ نے عقل کو آگے کیا ہے، اَشاعرہ ماتریدیہ نے عقل کو آگے کیا ہے۔

فہم وہ لینا ہے جو شریعت کی حدود کے اندر ہونا غور و فکر کرو اللہ نے آسمان کو پیدا کیا ہے کتنا عظیم ربّ ہے کیا یہ کہیں پر ہے کہ یہ ثابت ہوتا کہ آسمان کیونکہ اوپر ہے تو اللہ تعالیٰ نیچے ہو سکتا ہے یہ کون سی فہم ہے یہ کون سا غور و فکر ہے؟! وہ غور و فکر جو آپ کے ایمان کو مضبوط کرے وہ نہیں جو آپ کے ایمان کو کمزور کرے! اگر کوئی فکر آپ کے ایمان کو کمزور کر دیتی ہے بد عقیدگی پیدا کر دیتی ہے وہ کیا فکر ہے مجھے بتائیں؟! یہ غور فکر ہے؟!

سوال: تو یہ ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ قرآن مجید کو پڑھ کر لوگ اللہ تعالیٰ سے دور ہو سکتے ہیں؟

جواب: ہو سکتے ہیں لوگ دور ہوئے نہیں ہیں! یہ جو معتزلہ ہیں جہمی ہیں جن کا ہم صبح و شام ذکر کرتے ہیں، جو خوارج ہیں کہتے ہیں کبیرہ گناہ کرنے والا کافر ہے اور یہ قتل و غارت امت میں ہوئی ہے جو دہشت گردی جو بم بلاسٹ ہوئے ہیں یہ کہاں سے مفہوم آئے ہیں یہ تورات اور انجیل پڑھنے والے ہیں کیا؟! یہی قرآن پڑھتے ہیں نا!

وہ کہتے ہیں مجھے ہر جگہ انوار نظر آتے ہیں؛ عبدالرحیم کے خدام میں ایسا خادم تھا جو کئی روز استنجا کرنے نہیں جاتا تھا کیوں؟ کیونکہ اس کو ہر جگہ انوار نظر آتے تھے فضائل اعمال میں ہے کیا مطلب ہے اس کا بتائیں مجھے؟ مطلب کیا ہے کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟! اور بذاتہٖ موجود ہے جو انوار تھے وہ اللہ تعالیٰ کے انوار تھے استنجا کرنے نہیں جاتا تھا قضائے حاجت کے لیے نہیں جاتا تھا وہ! یہ عقیدہ ہے مسلمانوں کا؟! یہ عقیدہ ہے صحابہ کا؟! یہ قرآن اور سنت کی تعلیمات ہیں؟!

سوال: وہ لوگ غلو کر رہے ہیں نا اس میں؟

جواب: نہیں نہیں غلو نہیں ہے وہ یہی معنی لیتے ہیں اَشاعرہ ماتریدیہ!

سوال: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جو آیات ہیں قرآن مجید کی ان کے اندر غلو کر رہے ہیں نا جیسے دوسری آیت ہے: ﴿اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (النور:35) تو اس کو ہم پھر کس طریقے سے؟

جواب: صفت نور ہے اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ کا نام ہے، صفت ہے اللہ تعالیٰ کا نور۔

میرے بھائی! ایک ذات ہے ایک صفات ہے، اہل سنت والجماعت نے کمال کر دکھایا واللہ! تعلیمات جو ہیں اُن کے جو اصول ہیں عقیدے کے اصولوں میں سے ایک پورا باب ہے اسماء وصفات کا اس میں آپ دیکھیں ان کا طریقہ دیکھیں اور اہل بدعت کا طریقہ دیکھیں، یہ جو اَشاعرہ ماتریدیہ اور یہ معتزلہ کلابیہ اور یہ جہمیہ جو ہیں انہوں نے ٹھوکر کہاں کھائی ہے؟ اسماء وصفات کے باب میں ٹھوکریں کھائیں ہیں اور اسی وجہ سے غلو سے کام لیا ہے، اس لیے آپ پورا دیکھیں جو میں بتایا ہے آپ کو جو معنی ہے

معیت کا یہ واجب لے لیں کہ معیت کا معنی کیا ہے اور استویٰ کا معنی کیا ہے؟ استویٰ کا لفظ اکیلا ہے تو اس کا کیا معنی ہے عَلَی کے حرف کے ساتھ آئے تو اس کا کیا معنی ہے؟

عربی زبان صرف لغت کی بات میں کر رہا ہوں کیونکہ قرآن عربی میں اُترا ہے نا تو لغت کی بنیاد پر ان کے کیا معنی ہیں اور معیت کے عربی زبان میں کیا معنی ہیں پھر آپ دونوں کو تول کر دیکھیں محکم کیا ہے متشابہ کیا ہے۔

سورۃ آل عمران میں آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آیات کی دو قسمیں ہیں محکم ہیں متشابہ ہیں اور یہاں پر دو قسم کے لوگ ہیں پھر ایک جن کے دل میں کوئی خرابی ہے انہوں نے کیا راستہ اختیار کیا ہے اور وہ علماء جو راسخین فی العلم ہیں انہوں نے کیا راستہ اختیار کیا ہے، راسخین فی العلم علماء جو ہیں انہیں دیکھیں جو محکم ہیں ان کو دیکھیں اور متشابہ کو دیکھیں دونوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اور متشابہ محکم کی طرف لوٹا دیتے ہیں؛ اور جو اہل زیغ ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ وہ متشابہ پر عمل کرتے ہیں محکم کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کیوں؟ فتنہ اور فساد چاہتے ہیں اور یہی کچھ ہوا ہے۔

آپ یہ دیکھ لیں ان شاء اللہ اگلے درس میں اس پر بات کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال: حکمران کے تعلق سے عقیدہ کے مسئلہ میں ہم سمجھ چکے ہیں کہ رافضہ جو ہیں نا وہ ان حکمرانوں کو مانتے ہی نہیں اور ایک گروہ ہے وہ بولتے ہیں کہ ہم ان کی فرمانبرداری نہیں کرنی ہم صبر نہیں کریں گے اور بولتے ہیں دیکھیے! ایک مثال دیتے ہیں حدیث سے وہ بولتے ہیں کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتال کرتے ہوئے فوت ہو گیا تو وہ شہید ہے تو اگر ظالم حکمران ہے کسی کا مال چھینتا ہے تو اس کے خلاف اگر بغاوت کرتے ہوئے مر گیا تو شہید ہے آپ کیا بولیں گے آپ بول رہے تھے کہ صبر کرو تو ظالم حکمران ہونے کے باوجود بھی اگر وہ آپ کا مال چھینتا ہے تو اگر آپ لڑیں تو آپ شہید ہو جائیں گے تو اس کا کیا جواب دیں گے؟

جواب: جس پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیغام دیا ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کا مال چھینتا ہے یا آپ پر ظلم زیادتی کرتا ہے تو آپ اپنا دفاع کریں اور آپ اپنا مال اس سے واپس لیں نہیں دیتا تو آپ اس سے لڑیں اگر آپ مر جاتے ہو تو آپ شہید ہیں، اسی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ظالم حکمران اگر آپ کا مال چھین لے تو آپ صبر کریں چاہے آپ کو کوڑے مارے یا آپ کا مال چھین لے اس کا کیا مطلب ہے؟

یہ جو حکم ہے یہ حکمران کے لیے نہیں ہے یہ عوام الناس کے لیے ہے، کوئی ڈکیت آگیا ہے آپ کا مال چھیننا چاہتا ہے آپ کے سامنے دو راستے ہیں ایک عزیمت کا راستہ ہے اور ایک رخصت کا راستہ ہے، رخصت یہ ہے کہ دے دو اپنا مال بھائی اپنی جان بچاؤ اپنی عزت بچالو۔ دوسرا کیا ہے؟ آپ لڑو اس سے اپنا دفاع کرو اپنا اگر مر جاتے ہو تو آپ شہید ہو؛ یہ حکمران کے لیے نہیں ہے حکمران کے لیے جو حکم ہے وہ ہے خاص کیونکہ عوام الناس میں سے نہیں ہے یہ شخص اس نے آپ پر حملہ کیا ہے ڈکیت ہے مال چھین کر چلا گیا ہے، حکمران کی جب مخالفت ہوتی ہے کوئی لڑتا ہے تو پھر فساد عام ہو جاتا ہے پورے معاشرے میں تو شریعت نے اس لیے سد باب کیا ہے، یہ حکم حکمران کے لیے خاص ہے یہ حکم عوام الناس کے لیے ہے۔

سوال: وہ جو حکمران اس کے ماں باپ کو مارتا ہے اور وہ حکمران جو اس کی بیوی کو چھینتا ہے تو آپ کیا کریں گے؟

جواب: تب بھی، حکمران اس کی بیوی کو چھینتا ہے اس کو مارتا ہے اس کو قتل کرتا ہے: "اصْبِرُوا حتَّى تَلْقَوْنِي علَى الحَوْضِ": کیونکہ آپ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بتاؤں میں آپ کو کہ ایک تو آپ کے گھر پر حملہ ہوا ہے (اللہ نہ کرے) آپ نے اس کا مقابلہ کیا ہے اور آپ قتل ہو گئے ہیں اور اس کی جواب میں اس نے پچاس گھروں پر حملہ کر دیا ہے، ایک نے مزاحمت کی ہے نا اور پچاس کو قتل کر دیا اس نے یا سو کو قتل کر دیا اس نے تو ایک حکمران کے خلاف بغاوت ہے بغاوت کسی صورت میں جائز نہیں ہے "سمع اور طاعت"۔ اس لیے بات کہاں شروع ہوتی ہے؟ حکمران کو ضرورت نہیں ہے کسی کے گھر میں گھسے کسی کو مارے اس کو ضرورت ہے اس کے مال کی اس کو ضرورت ہے کرپشن کرنے کی اس کو ضرورت ہے کہ آپ کا مال وہ ہضم کرے، اگر مال آپ کی جان اور آپ کی عزت کو محفوظ کر دیتا ہے تو مال قربان کر دیں۔

سوال: اگر کسی کے پیرنٹس (Parents) کو مار دیتا ہے وہ کیسے صبر کرے گا؟

جواب: نہیں دیکھیں مزاحمت اس حد تک ہے کہ کوئی گھر میں داخل ہو آپ نے مزاحمت کی ہے اس حد تک تو آپ نے کی ہے آپ کا حق ہے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر ہر شخص اس راستے کو اختیار کرے اور ہتھیار اٹھالے آپ نے اٹھالیا اس نے اٹھالیا اُس نے اٹھالیا کیا ہو گا بتائیں مجھے؟! ایک خاص گھرانہ ہے اور پولیس آگئی ہے زیادتی کی ہے آپ روکیں اسے کیونکہ جو شرعی طریقہ ہے اگر پولیس بھی آتی ہے حکمران تو اپنے قانون کے تحت کام کرتا ہے نا، ناجائز پولیس نے ہتھیار اٹھالیا ہے اور ناجائز مارنا شروع کر دیا ہے یہاں تک کہ قتل بھی کر دیا ہے، وارنٹ گرفتاری بھی ہے تب بھی زیادتی کی ہے، کچھ ایسے گھس گئے ہیں بغیر وارنٹ کے آپ مزاحمت کریں آپ روکیں کیونکہ غیر قانونی ہے۔ تو یہ چیزیں جو ہیں ان کو دیکھنا پڑتا ہے لیکن میں عام بات کر رہا ہوں

کہ اگر یہ شر کا دروازہ کھول دیا جائے اور ہر بندہ ہتھیار اٹھالے کہ یہ آئے تو میں دیکھتا ہوں کیا کرتا ہوں کیا ہو گا پھر بتائیں مجھے ؟! شریعت نے اس کا سد باب کیا ہے تو اسے رُکنا چاہیے (واللہ أعلم)۔

کافر حکمران ہے اگر- کافر حکمران آپ کو دین سے روکتا ہے تو آپ پر ہجرت واجب ہو جاتی ہے کیونکہ دنیا آپ کے لیے تنگ ہو گئی ہے آپ ہجرت کریں ہجرت واجب ہے، اگر ہجرت نہیں کر سکتے تو آپ اسی ملک میں رہیں اس کی فرمانبرداری کرتے رہیں یعنی اُس کی حکمرانی کے ماتحت جب تک اللہ تعالیٰ آپ کا راستہ آسان نہیں۔

اگر آپ کے لیے اُس کافر حکمران نے زمین تنگ نہیں کی آپ کو نماز کی اجازت ہے مساجد قائم ہیں، حج کرتے ہیں عمرے کے لیے آتے ہیں پورا سسٹم آپ کو اُس نے فراہم کیا ہوا ہے تو اُس ملک میں رہیں۔

کافر کی فرمانبرداری اس اعتبار سے کہ کافر ہے اُس کی نہیں ہوتی کسی مسلمان پر لیکن ان اُمور کو چلانے کے لیے آپ اس کو اپنا حکمران تسلیم کرتے ہو ہم مانتے ہیں، بیعت نہیں ہوتی کافر کی اُسے اللہ تعالیٰ نے مسلط کیا ہے وہ کافر ہے لیکن اگر اس نے زمین تنگ کر دی ہے اور دین سے روکنے کی کوشش کی ہے تب دین کو قائم کرنا واجب ہے۔

اب یہاں پر مسئلہ ہو گیا کہ دین قائم نہیں کر سکتے کیا کریں گے ؟ تو ہجرت واجب ہو جاتی ہے (اس کا دوسرا راستہ ہے)، اگر ہجرت نہیں کر سکتے آپ کہ ویزا ہے کون سے ملک میں جائیں گے کون آنے دے گا کیسے ہو گا بہت سارے مسئلے ہیں اور لاکھوں لوگ کیسے جائیں گے تب تو آپ اسی ملک میں رہیں صبر کرتے رہیں اور: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:16)؛ قاعدے کے مطابق دین پر عمل کرتے رہیں جب تک اللہ تعالیٰ آسانی نہیں کرتا (واللہ أعلم)۔

سوال: اگر قوت مسلمانوں کے پاس ہو اور وہ کافر امیر جو ہے، اس کا strength بہت کم ہو تو اس وقت بھی ہم عمل کریں گے ؟

جواب: اگر قوت بہت زیادہ ہے مسلمانوں کی اور کافر حکمران کمزور پڑ گیا ہو تب ہم خروج بغاوت کر سکتے ہیں اسے کہتے ہیں کہ اگر کوئی تمہارے پاس جیسے مسلمان حکمران ہے اب کفر اس کا ثابت ہو گیا ہے جیسے حدیث میں نے بتائی ہے کہ متفق علیہ حدیث ہے سیدنا عبادہ بن صامت کی حدیث میں کہ واضح کفر ہو گیا ہے کیا اس کے لیے یہ کافی ہے کیا کہ آپ خروج کریں اور شرطیں بھی ہیں ؟ میں نے کہا اس میں آٹھ شرطیں ہیں اس میں سے یہ بھی شرط ہے کہ اس کا نعم البدل آپ کے پاس امیر ہونا چاہیے اس کو ہٹانے کے بعد جو آپ کے پاس ہو ورنہ پھر کیا ہو گا؟ آپ کے پاس امیر تو نہیں ہے اس کو ہٹا دیا اب کون بنے گا؟ پہلے سے تو آپ کا

اتفاق کسی پر نہیں ہے پھر کس کو بنائیں گے آپ؟ پھر ہر گروہ جس کے پاس طاقت ہے آپ کے پاس کیونکہ مختلف لوگ مل کر کام کرتے ہیں یہ نہیں کہ صرف ایک ہی گروہ ہوگا، مختلف لوگ ہیں مختلف کلچر ہے مختلف قبیلے ہیں پھر اس کو تو ہٹا دیا کافر کو آپ نے اب حکمران کون بنے گا؟ یہ بھی شرطوں میں سے ہے اس لیے جب تک یہ شرطیں مکمل نہیں ہوتیں کافر حکمران کو ختم کرنے کے لیے اس کے ہٹانے کے لیے آپ اس کو نہیں ہٹا سکتے۔

آپ نے ایک شرط بتائی کہ طاقت ہمارے پاس ہے ایک شرط ہے باقی؟ نعم البدل ہے نہیں ہے کون ہے وہ متقی ہے، اس قابل ہے کہ نہیں ہے ایک کو ہم نے ہٹایا ہے دوسرا کافر آگیا تو کیا کیا ہے ہم نے؟! (واللہ أعلم)۔

سوال: آپ نے جو بات کی ہے کہ واضح کفر ہو تو اگر حکمران جو ہے کفر اصغر کرتا ہے تو تب بھی اس کی نافرمانی ہی ہے؟

جواب: کفر اصغر نافرمانی فسق اور فجور ہے، کفر اصغر نام کا کفر ہے کام کا کفر نہیں ہے، کفر اصغر والا شخص اگر مر جاتا ہے اس کا جنازہ بھی ہوتا ہے وہ مسلمان ہوتا ہے اس کے بعد جو اس کی وراثت کا مال بھی اس کے وارثوں میں تقسیم ہوتا ہے۔

کفر بواح سے کیا مراد ہے حدیث میں جو آیا ہے؟ واضح کفر ہو، کفر اکبر ہو جو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے وہ کفر اس سے مراد ہے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (112.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio